اس شمارے میں

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ
اک نشاں کافی ہے...... اداراتی نوٹ صفحہ نمبر 1
رسول کریمؐ اور قیام شریعت صفحہ نمبر 3
سیرۃ النبیؐ پر محترم عبدالسمیع خان صاحب کا مضمون
طبیب روحانی۔ سیرت حضرت مصلح موعود
از سید مبشر احمد ایاز۔ صفحہ 7
جمعہ کا مبارک دن۔ صفحہ نمبر 19
مکرم محمد مقصود منیب صاحب
نگاہ انتخاب۔ صفحہ 22
مجرموں کی شناخت کا جدید طریقہ۔ صفحہ 26
تحریر بابر مجید اعوان
سبزیوں کے حیرت انگیز کمالات
کافرستان۔ حسین و جمیل وادیوں کی سرزمین۔ صفحہ 30
حسن انتخاب۔ صفحہ 36
گنز بک آف ریکارڈ۔ صفحہ 36
کھیل کے میدان سے۔ صفحہ 37
تحریر۔ طارق محمود ناصر۔ صدر شمالی
اسکے علاوہ چوہدری محمد علی صاحب کا منظوم کلام
صفحہ 18 پر اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی
یاد میں ایک نظم صفحہ 25 پر

فروری 1992ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

پیشگوئی مُصلح موعُود

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ:
میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں تا (دین حق۔ ناقل) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا اور وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"۔

(اشتہار 20 فروری 1886ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 100 تا 102)

20 فروری یومِ مُصلح موعود

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

ہر سال جماعت احمدیہ 20 فروری کا دن خاص طور پر مناتی ہے۔ اس دن کی مناسبت سے اخبارات و رسائل مضمون شائع کرتے ہیں۔ جگہ جگہ جلسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ 20 فروری کی اہمیت کیا ہے؟ کیونکہ یہ بات تو طے ہے کہ ہم محض شخصیات کی پیدائش اور وفات کے حوالے سے دنوں کو منانے کے قائل نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم بانی سلسلہ احمدیہ کا یوم ولادت اور یوم وفات نہیں مناتے اور نہ ہی ہم ان کے جانشین اول حضرت مولانا نورالدین کا جنم دن یا وفات کا دن مناتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم کسی بھی امام جماعت کا دن نہیں مناتے۔ حالانکہ یہ وجود ہمیں بڑے ہی پیارے ہیں۔ ہمارے خون کا آخری قطرہ تک ان کی خاطر قربان ہو جائے تو یہ ہمارے لئے سعادت سے کم نہیں۔ یہ تو ہماری جان ہیں۔ بقول شاعر

اے شخص تو جان ہے ہماری۔ مر جائیں اگر تجھے نہ چاہیں
سو بار مریں تو تیری خاطر۔ سو بار جئیں تو تجھ کو چاہیں

ہم جو بھی دن مناتے ہیں 20 فروری یا 23 مارچ یا 26 مئی تو ہمارا ان دنوں کو جلسے کرنا وغیرہ یہ سب کچھ "ذکرھم بایام اللہ" کے مطابق خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور اس کے انعامات کا تذکرہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً یہی 20 فروری ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے؟ وہ یہ کہ جس وقت چاروں طرف سے دینِ حق پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور دین حق، مذاہب کے میدانِ کربلا میں زین العابدین کی طرح بیمار و بے کس پڑا تھا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تڑپتے ہوئے دل کو لے کر اس کی حفاظت کے لئے بڑھے۔ دین کی صداقت اور اس کے دفاع کے لئے یہ بے چین دل جنوری 1886ء میں ہوشیار پور کے مقام پر چالیس روز تک خدا کے حضور جھکا رہا۔ خون کے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہ کو تر کرتے ہوئے، رو رو کر خدا کے حضور فریاد کناں رہا کہ

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہوگیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفی
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

بالآخر خدائے ذوالجلال والاکرام نے اس کی تضرعات کو سنا اور انہیں شرف قبولیت بخشا اور آپ نے 20 فروری 1886ء کو دنیا کو یہ مژدہ جانفزا سنایا جو "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے معروف ہے۔

اور اس کی ایک نشانی یہ تھی کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک بیٹا دے گا جو "پسرش یادگار" کا مصداق ہوگا۔ اور وہ نو سال کے اندر اندر پیدا ہوگا۔

سو الٰہی بشارتوں کے تحت وہ موعود "فرزند دلبند گرامی ارجمند" 12 جنوری 1889ء کو پیدا ہوا۔ وہ اپنی تمام تر رونقوں اور فضلوں اور رحمتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ وہ جلد جلد بڑھا بھی، وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب بھی ہوا، وہ باوجود سکولوں کی تعلیم کی کمی کے "ایسا سخت ذہین و فہیم" ہوا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا گیا کہ بڑے سے بڑے دانشوروں اور عالموں اور مفسروں کو لاجواب کر دیا۔

اس کا نزول ساری کائنات کے لئے مبارک بھی ٹھہرا اور اس نے اپنی مسیحی نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف بھی کیا گیا۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے زمین کے کناروں تک شہرت بھی پائی۔ وہ خدا تعالیٰ کا مظہر بھی ٹھہرا۔ وہ حُسن و احسان میں اس مسیحا کا مثیل بھی بنا۔ اس کا نزول تو ایسا تھا کہ کان اللہ نزل من السماء۔

الغرض حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جو پیشگوئی کی کہ میرے خدا نے مجھے یوں کہا ہے اس کا ایک ایک حرف روزِ روشن کی طرح پورا ہوا۔

انصاف کی نظر سے دیکھتے ہوئے کوئی شخص بھی جب اس پیشگوئی اور ان حالات پر نظر ڈالتا ہے جن میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی تو اس کا دل یہ تسلیم کرے گا کہ یہ باتیں خدا کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں تھیں۔ یہ الفاظ زمینی نہیں بلکہ آسمان سے اترے ہوئے الفاظ تھے۔

اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور اس کی تائید و نصرت کے لئے خدا تعالیٰ نے جو نشانات بارش کی طرح آسمان سے نازل کئے ان نشانوں میں ایک نشان یہ "پیشگوئی مصلح موعود" کا نشان بھی تھا جو 20 فروری 1886ء کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

❖❖❖

جلد 39 شمارہ 4 قیمت 4 روپے سالانہ 40 روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

رسولِ کریمؐ اور قیامِ شریعت

سنّتِ محمدیؐ کی لطافتیں اور رعنائیاں

(دوسری اور آخری قسط)

(تحریر:۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

وسعت اور سہولت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نمازوں کی تعداد رکعات معین فرمادیں مگر ان کے اوقات میں وسعت قائم فرمائی جس کو نماز کے اول و آخر وقت کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ حضورؐ نے دونوں یعنی اول و آخر اوقات میں نمازیں پڑھ کر دکھائیں اور فرمایا الوقت فیما بین ھذین الوقتین (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب مواقیت الصلوٰۃ) نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔

مگر آپؐ نے عموماً اول وقت کو افضل قرار دیا۔ خود عام طور پر اول وقت میں نماز پڑھنے کی سنت قائم فرمائی اور اسی پر آپؐ کے خلفاء اور صحابہؓ کا تعامل ہے۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب الوقت الاول من الفضل)

آپؐ نے فرمایا جب کوئی شخص امام ہو مختصر نماز پڑھائے اور جب انفرادی نماز ادا کر رہا ہو تو جتنا چاہے لمبا کرے۔ ایک صحابی لمبی نماز پڑھاتے تھے جس کی وجہ سے بعض مقتدیوں نے تکلیف محسوس کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپؐ نے لمبی نماز پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ نماز باجماعت مختصر پڑھائی جائے کیونکہ مقتدیوں میں مریض اور کمزور اور دیگر ضرورتمند بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز انتہائی جامع مگر مختصر ہوا کرتی تھی۔ (بخاری کتاب الاذان باب الایجاز فی الصلوٰۃ واکمالھا)

حضورؐ فرماتے ہیں "میں نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ اسے لمبا کروں مگر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں اور نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں اذیت محسوس کر رہی ہوگی"۔ (بخاری کتاب الاذان باب من اخف الصلوٰۃ)

بلند ترین معیار

مگر انفرادی نماز کی تو دنیا ہی الگ ہے۔ راتوں کو اتنی دیر تک نماز میں کھڑے رہتے کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ (بخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ اللیل)

حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے مضبوط جوان صحابہ عشق سے بے تاب ہو کر حضور کے ساتھ کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہمت ہار جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب تطویل القراۃ فی صلوٰۃ اللیل)

آپؐ نے بیماری اور مجبوری کے عالم میں بیٹھ کر بھی نماز ادا کی مگر خدا کی راہ میں کھڑے ہو کر عبادت کا شوق فزوں تر تھا۔ بڑھاپے میں یہ طریق بھی اختیار فرمایا کہ نماز میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت شروع فرماتے اور لمبی قراۃ میں سے جب 30، 40 آیات رہ جاتیں تو ان کی کھڑے ہو کر قراۃ فرماتے اور پھر رکوع کرتے۔ (بخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ باللیل)

آسانیاں

اسی سہولت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے اہم اجتماعی کاموں کے وقت نماز جمع کرنے اور سفر میں نماز قصر کرنے کی سنت قائم فرمائی۔ حالت جنگ میں صلوٰۃ خوف ادا کی۔ موسم کی شدت کے وقت نمازوں کو آسان وقت میں ادا فرمایا۔ نماز عشاء کو رات دیر گئے ادا فرمانا پسند کرتے تھے اور بعض دفعہ ایسا ہی کیا مگر اس سے پیدا ہونے والی مشکلات کی وجہ سے زیادہ تاخیر نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہ یہ گواہی دیتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو امور میں سے ایک کو اختیار کرنے کا موقع ملا تو حضور نے ہمیشہ آسان کو پسند فرمایا بشرطیکہ اس میں معصیت الٰہی نہ ہو۔ لیکن اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آپؐ لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس سے دوری اختیار فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الادب باب قول النبیؐ یسّروا)

نوافل کا سلسلہ

فرض نمازیں اور ان کی رکعات کی تعداد بہت معین اور محدود ہے۔ مگر محبت الٰہی میں سرشار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے نوافل کی سنت جاری فرمائی اور اپنے عمل سے ان کی اہمیت کے مدارج واضح فرما دیئے۔ جس کے نتیجہ میں انہیں آج مختلف اصطلاحوں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام نمازوں کا ایک گوشوارہ ملاحظہ ہو۔

فرض: روزانہ پانچ نمازیں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ

فرض کفایہ: نماز جنازہ

واجب: وتر، طواف کعبہ کے وقت دو نفل، اجتماعی خوشی کی نمازیں یعنی نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ

سنت: سنت موکدہ یعنی وہ رکعات جو حضور نے نمازوں سے پہلے یا بعد میں التزام سے ادا فرمائیں اور امت کو اس کی تاکید کی۔

(ب) سنت غیر موکدہ۔

نفل: نماز تہجد، وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل۔ تحیہ المسجد یعنی نماز سے قبل خدا کے گھر میں دو نفل۔ تحیہ الوضوء یعنی وضوء کے شکرانہ میں نفل۔ اشراق یعنی طلوع آفتاب کے بعد کی نماز۔ ضحیٰ یعنی نماز اشراق کے بعد کی نماز (زوال آفتاب سے پہلے) سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز کسوف و خسوف۔ سفر سے واپسی پر دو نفل۔ نماز تسبیح۔ نماز استخارہ۔ نماز

حاجت۔ نماز استسقاء۔

صلوٰۃ الاوابین۔

ان کے علاوہ نمازوں سے قبل اور بعد میں ذکر الٰہی اور دعاؤں کا ایک لمبا سلسلہ ہے جو حسن میں اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے مگر اس کمال اور جامعیت کے ساتھ کسی نقص کا تصور بھی محال ہے۔

توازن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشق الٰہی میں بالکل گداز ہو چکے تھے اور فرماتے تھے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء)

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اس کے باوجود آپؐ کی سنت میں ایسا عدل اور توازن ہے کہ عبادت الٰہی اور نماز کی وجہ سے دیگر فرائض اور ذمہ داریاں ہرگز متاثر نہیں ہوتیں اور کسی کی حق تلفی نہیں فرماتے حتیٰ کہ اپنے نفس کے حقوق بھی پوری طرح ادا فرماتے ہیں اور صحابہ کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ ایک دفعہ چند صحابہ خاص اس غرض سے ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور کی عبادات کے حالات دریافت کریں۔ وہ سمجھتے تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رات دن عبادت کے سوا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔ حالات سنے تو ان کے معیار کے موافق نہ تھے بولے کہ ہم کو آنحضرتؐ سے کیا نسبت؟ ان کے تو اگلے پچھلے سب گناہ خدا تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ اب میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں عمر بھر روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اسی اثناء میں رسول اکرمؐ تشریف لائے اور فرمایا

"خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا کی خشیت اور تقویٰ رکھنے والا ہوں لیکن میں بعض دن روزہ بھی رکھتا ہوں اور بعض وقت نہیں رکھتا اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ یہی میری سنت ہے اور جو اس سے الگ ہوتا ہے وہ میرے گروہ خارج ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

ایک مغربی مفکر ایچ آر گبنز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اس توازن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "محمد کی زندگی اور تعلیمات کا زریں اصول یہ رہا کہ توازن اور میانہ روی اختیار کرو۔ اس اصول کو اپنائے بغیر یورپ اپنے انتشار پر قابو نہیں پا سکتا"۔ (بحوالہ اردو ڈائجسٹ مئی 89ء صفحہ 334)

احتیاط

اس توازن کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا بھی خاص خیال رکھا کہ صحابہ جوش عشق میں نوافل کو فرائض کا درجہ نہ دے لیں اور پھر مشکل میں مبتلا ہو جائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال کو پسند فرمانے کے باوجود انہیں ترک کر دیتے اور مسلسل ادا نہ کرتے تاکہ لوگ انہیں فرض نہ سمجھ لیں۔ (بخاری کتاب التہجد تحریض النبیؐ علیٰ قیام اللیل)

ایک رات حضورؐ نے مسجد میں نماز تہجد ادا کی تو کچھ صحابہ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور نماز ادا کی۔ اگلی رات حاضری اور بڑھ گئی۔ اس طرح تین دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی مگر چوتھی رات حضورؐ گھر سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ فجر کا وقت آگیا تب آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا "تمہارا ذوق مجھ پر مخفی نہیں تھا لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم اس کو فرض نہ سمجھ لو اور پھر اس کی ادائیگی سے عاجز رہو۔ (بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

فزوں تر کشش

یہ سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اپنی لطافتوں اور رعنائیوں سے دلوں کو موہ لیتی ہے اور جوں جوں انسان اس کی عظمتوں سے اطلاع پاتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں

"جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا تھا تو اس پر حضورؐ ہیبت اور رعب طاری ہو جاتا تھا جیسے جیسے آپؐ سے آشنا ہوتا جاتا آپؐ کی محبت میں گھائل ہو جاتا تھا۔ (ترمذی کتاب المناقب)

آپؐ کی یہ صفت آپؐ کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ آپؐ کی اس سیرت سے منسلک ہے جو ابدالآباد تک زندہ و پائندہ ہے۔ مغربی مفکر جی ڈبلیو لائٹنر کی گواہی ملاحظہ ہو۔

"محمدؐ کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہیں ہو گی بلکہ اس کشش اور جاذبیت میں بنی نوع انسان کے لئے اضافہ ہوتا رہے گا"۔

(اردو ڈائجسٹ اپریل 88ء صفحہ 51)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے کتنی سچی بات ارشاد فرمائی۔

"جب ہم کہتے ہیں کہ سب نبیوں سے افضل، تمام بنی نوع انسان سے افضل، سید ولد آدم تو یہ نرے دعوے نہیں۔ آپ کی تعلیم مجبور کر رہی ہے۔ آپؐ کی صفات مجبور کر رہی ہیں۔ آپؐ کی شخصیت اتنی عظیم ہے اتنی حسین ہے کہ اس کے تصور سے دل بے اختیار اچھلتا ہے"۔

پھر آپ غیروں کو سیرت پاکؐ کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"حسن خود اپنی دلیل ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اسلام کی تعلیم کو اگر آپ پرکھنا چاہتے ہیں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ آپؐ کی تعلیم کا مطالعہ کریں اور گہرائی کی نظر سے دیکھیں۔ محض سطحی نظر سے آپؐ کی تعلیم کو نہ پرکھیں۔ تب آپ کے لئے چارہ نہیں رہے گا۔ مجبور ہو جائیں گے اس ذات اقدس کے عشق میں مبتلا ہونا آپ کی تقدیر بن جائیگا۔ ہو نہیں سکتا کہ

بقیہ صفحہ 25 پر

طبیب روحانی ۔ حضرت مصلح موعود

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"

(مقالہ نگار:۔ سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر خالد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل پیشگوئی فرماتے ہوئے کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب اسلام دنیا سے اٹھ جائے گا اور اس وقت خدا تعالیٰ ایک شخص کے ذریعہ اسے دوبارہ زمین پر لائے گا۔ حدیث کے الفاظ ہیں

لوکانَ الایمان معلقا بالثریّا لنا له رجل او رجال من هؤلاء

اس طرح کی اور بھی سینکڑوں پیشگوئیاں قرآن اور احادیث میں موجود ہیں جن کی تشریح و توضیح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اس کو "امام مہدی" اور "مسیح" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور انتظار کرنے والے اس کا ابھی تک انتظار بھی کر رہے ہیں۔ صحابہؓ اور "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کے مصداق امت محمدیہ کے بزرگ اولیاء و مجددین نے ان آثار و اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے اور براہ راست خدا تعالیٰ سے الہام اور رؤیا و کشوف کے ذریعہ خبر پا کر اس آنے والے "موعود" کے بارے میں اتنی تفصیل سے ذکر کیا کہ اس کے زمانہ اور زمانہ کے حالات اور علامات یہاں تک کہ شہر اور اس کے نام تک کا ذکر کر دیا۔

ایک صاحب کشف و الہام نے یہ کہا کہ وہ چودھویں صدی میں آئے گا۔ کسی خدا رسیدہ نے یہ کہا کہ اس کا نام "ا ح م د" (احمد) ہو گا اور اس کا ایک بیٹا بھی یادگار ہو گا۔ سب سے قریب ترین پیشگوئی تو خدا کے ایک بزرگ نے یہ کی کہ آنے والا "عیسیٰ" جوان بھی ہو گیا ہے اور اس کا نام "غلام احمد" ہے اور وہ قادیان میں ہے۔

بہر حال! خدائی نوشتوں اور خدا کے رسولوں کی زبان مبارک سے نکلنے والی باتوں کے مطابق آنے والا آیا۔ وہ یہود و نصاریٰ کے لئے مسیحا بن کر آیا۔ مسلمانوں کا "امام مہدی" بن کر آیا۔ وہ "کرشن" بن کر آیا۔ الغرض وہ "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کا تاج سر پر رکھ کر، خدا کا پہلوان بن کر آیا۔

آنے والا اس وقت آیا جب کہ واقعی ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا ستارے پر جا پہنچا تھا۔ آنے والا اس وقت آیا جب کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اسلام کا وجود دنیا کی کربلا میں زین العابدین کی طرح بیمار و بے کس تھا۔ یہود و نصاریٰ، دہریہ، ہندو، نیچری، نو تعلیم یافتہ غرضیکہ ہر طرف سے اسلام پر یلغار ہو رہی تھی۔

اسلام کے مخالف تو اسلام کو یہاں تک ختم کرنے کے منصوبے بنا چکے تھے کہ اب وہ دن آیا ہی چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ جو خدائے واحد کا گھر ہے اس میں تثلیث کا پرچار ہو گا اور

صلیب کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔ بے گانے تو بے گانے اسلام کے اس خوبصورت محل کو اپنوں نے بھی بگاڑ کر رکھ دیا ہوا تھا۔

ایسے پر آشوب حالات میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں مبعوث ہوتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ خدا نے ....(دین حق) کی صداقت کو عیاں کرنے کے لئے اب مجھے بھیجا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت اور ....(دین حق) کا دفاع آنحضرتؐ کی کی ہوئی پیشگوئیوں کے مطابق اب میرے ذریعہ ہوگا۔

اور اس نے ببانگ دھل اعلان کیا کہ ....(دین حق) ایک زندہ اور سچا مذہب ہے اور اس کے مقابل باقی تمام مذاہب اب ان ویران اور اجڑے ہوئے باغات کی مانند ہیں جن کا کوئی باغبان نہیں ہے۔ آپ نے ....(دین حق) ہی کی صداقت کے لئے جو بے شمار نشانات دشمنوں کے سامنے پیش کئے ان میں سے ایک نشان وہ پیشگوئی بھی ہے جو "پیشگوئی مصلح موعود" کہلاتی ہے۔

جب حضرت مسیح موعود.... نے لوگوں کے لئے ....(دین حق) کی صداقت کا نشان خدا سے مانگا تو آپ کو بتایا گیا کہ ہوشیار پور میں چلہ کشی کریں۔ آپ اس اشارے پر 20 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور کے لئے روانہ ہوئے۔ اور وہاں آپ نے چالیس روز تک تنہائی میں خدا تعالیٰ کی عبادت کی اور خدا تعالیٰ نے اس عبادت کو قبول فرماتے ہوئے ....(دین حق) کی صداقت کا ایک زندہ نشان دکھانے کا وعدہ کیا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود.... نے چلہ کے بعد اپنے اُس اشتہار میں کیا جو 20 فروری 1886ء کو لکھا گیا۔ اِسی کو "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی عبادات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے تیری تفرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا...."

اس اشتہار میں جو کہ ....(دین حق) کی صداقت اور اس کی سچائی کا ایک زندہ نشان تھا اس میں ایک عظیم المرتبہ بیٹے کی بشارت ہے جس کو "مصلح موعود" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود.... کی تحریرات اور آپ کے ارشادات کے مطابق خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی اور وعدہ کے موافق حضرت مسیح موعود.... کو یہ بیٹا جو "مصلح موعود" کہلایا 12 جنوری 1889ء کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے "اسی پیشگوئی مصلح موعود" میں اس فرزند کو جن جن القابات و خطابات سے نوازا اور جو اعزاز اور علامات آپ کی بتائیں وہ پچاس سے بھی زائد ہیں۔

مسیح ناصری کے رنگ میں رنگین ہو کر آنے والے مسیح محمدیؐ نے 1886ء میں جس "مسیحی نفس" وجود کی پیشگوئی کی تھی اس کی ایک علامت یہ تھی کہ "وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"۔

اس الہامی پیشگوئی کا مفہوم سمجھنے کے لئے مامورین الٰہی کی بعثت کے مقاصد مدنظر رہنے چاہئیں۔ انبیاء کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ نبی اول تو خدا تعالیٰ کی آیات لوگوں پر

پڑھتا ہے۔ دوئم یہ کہ کتاب سکھاتا ہے۔ سوئم یہ کہ ان کو حکمت سکھاتا ہے اور چہارم یہ کہ یزکّیھم وہ ان کو پاک کرتا ہے۔ (منصب خلافت صفحہ 3)

چونکہ خلفاء نبی کے متبع اور اس کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے فی الحقیقت ان کے فرائض منصبی بھی بعینہ یہی ہیں۔ یزکّیھم کے معانی بیان کرتے ہوئے خود حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ پاک کرے، اخلاص پیدا کرے اور ہر رنگ میں بڑھائے۔ (منصب خلافت صفحہ 27)

سیدنا حضرت مسیح موعود..... کے پسر موعود کے متعلق الہامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث نبویؐ "رجال من ھؤلاء" کے مطابق مسیحی صفت نفوس تیار کئے جائیں اور ان کے ذریعہ دجالی زہر کا تریاق مہیا کیا جائے۔ چنانچہ پسر موعود اور مصلح موعود کی پیشگوئی بھی اسی غرض کے لئے تھی کہ جب مسیح موعود..... کی طبعی عمر پوری ہو جائے تو آئندہ اس مشن کو ایک غیر معمولی "مسیحی نفس" وجود کے ذریعہ آگے بڑھایا جائے اور نئی جہتیں عطا کی جائیں۔

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا"۔

جسمانی بیماریوں سے نجات

پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور اس علامت کے بے شمار مظہر ہیں لیکن خاکسار صرف چند ایک کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے اور ان میں سب سے پہلے تو اس علامت کے ایک ظاہری پہلو کے مطابق ایک دو واقعات پیش خدمت ہیں کہ جن سے اندازہ ہوگا کہ روح الحق کی برکت سے اس مسیحی نفس وجود نے کس طرح بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا۔

معجزانہ شفا کے دو واقعات

مکرم ملک حبیب الرحمان صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے ہر ماہ معدہ میں درد کا شدید دورہ ہونا شروع ہوا۔ بہت علاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور میں بالکل لاچار ہوگیا۔ آخر تنگ آکر امرتسر میڈیکل ہسپتال میں داخل ہوگیا۔ مختلف قسم کے ٹیسٹ لئے جانے کے بعد ڈاکٹروں نے فیصلہ دیا کہ مجھے اپنڈے سائٹس ہے اور پتّے میں پتھری بھی ہے لہٰذا دونوں آپریشن ہوں گے جس سے میں سخت پریشان ہوگیا اور گھبرا گیا اور موقعہ پاکر ہسپتال سے سیدھا قادیان گیا اور اپنے آقا کے حضور تمام حالات عرض کئے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کو اپنڈے سائٹس ہرگز نہیں ہے ہاں پتے میں پتھری ہو سکتی ہے۔ میں دعا کروں گا۔ اس پر میں مطمئن ہو کر واپس چلا گیا۔ معمولی سی دوائی کھاتا رہا اور خدا کے فضل سے تین ماہ کے اندر مجھے کافی افاقہ ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد بیماری کا نام و نشان نہ رہا اور باوجود سخت بدپرہیزی کے آج تک دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی"۔ (مجلہ الجامعہ مصلح موعود نمبر صفحہ 181)

اسی طرح میاں روشن دین صاحب آف اوکاڑہ لکھتے ہیں:

"1937ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا ضیاء الدین احمد ٹائیفائیڈ سے بیمار ہو گیا اور میں اسے قادیان لے گیا۔ یہ وہ دن تھے جب حضور نے سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک درس دیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کے لئے یاد کرواتے رہنا۔ کئی ڈاکٹر صاحبان بھی درس کی وجہ سے آئے ہوئے تھے۔ یہ سب علاج بھی کرتے رہے۔ آخر سب نے مشورہ دیا کہ اسے لاہور لے جائیں۔ حضور کی خدمت میں ڈاکٹروں کا مشورہ رکھا گیا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے لا کر دکھا دیں۔ چنانچہ میں بچہ کو اٹھا کر لے گیا تو حضور نے دعا کرتے ہوئے اجازت دی کہ لے جاویں اور فرمایا کہ میں دعا کرتا رہوں گا۔ وہاں لے جانے پر میو ہسپتال کے سرجن نے مایوس ہو کر کہہ دیا کہ یہ لڑکا نہیں بچے گا اسے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ کو واپس لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کی دعاؤں کا یہ کرشمہ دکھایا کہ پیٹ میں جو غدودیں پیپ سے بھر گئی تھیں وہ ساری خارج ہوتی گئیں اور لڑکا خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو گیا۔ (بحوالہ خالد فروری 91ء صفحہ 52)

نفوس کا تزکیہ

اس کے بعد خاکسار اس کے اصل اور حقیقی یعنی روحانی پہلو کی طرف آتا ہے کہ روح الحق کی برکت یہاں پر بھی کس طرح قلوب اور ارواح کی صفائی کا موجب بن کر حیات جاودانی کرتی رہی۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری تحریر فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضور! تین چار ماہ سے نماز میں وہ سرور اور لذت محسوس نہیں ہوتی جو پہلے حاصل ہوتی تھی۔ حضور راہنمائی فرمائیں۔ جواب آیا کہ "ابتہال سے کام لیں" ابتہال کے معنی ہیں دعا پر زور دینا۔ سو ارشاد کے مطابق دعاؤں پر زور دیا گیا تو پھر وہی لذت اور سرور ہونے لگا"۔ (مجلہ الجامعہ)

حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ بیان فرماتے ہیں:

"مجھے ساری عمر میں ایک ابتلاء پیش آیا ہے لیکن تھا وہ بڑا سخت۔ میں نے قادیان جا کر شام کے وقت حضور کی خدمت میں اس کی تفصیل عرض کی۔ میری طبیعت میں اس وقت سخت جوش تھا اور گفتگو میں گستاخی، حضور نے نہایت توجہ اور تحمل سے تقریباً نصف گھنٹہ سنا۔ رتی بھر بھی ترش روئی کا اظہار نہ فرمایا۔ اگلی صبح کو مجھے حضور کا ایک لمبا خط ملا جس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ میں نے ساری رات کمر چارپائی سے نہیں لگائی اور آپ کے لئے دعا کرتا رہا یہاں تک کہ صبح کی نماز سے قبل الہام ہوا "السلام علیکم"۔ اس سے تسلی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری بھی اور آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

حضور کے اس خط کے باوجود میری تسلی نہ ہوئی۔ دل میں ایک آگ تھی جس کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ چند دن بعد میں سائیکل پر واپس گورداسپور جا رہا تھا کہ راستے میں ...... مجھے یوں محسوس ہوا کہ اوپر سے کوئی ہاتھ میرے اندر داخل ہوا ہے اور اس نے میری ابتلاء والی سب کدورتوں کو نکال کر دل کو صاف کر دیا ہے.... اس وقت

کے بعد کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کسی قسم کا کوئی شک دل میں داخل نہ ہوا۔ اس محسن حقیقی کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے ایک لاعلاج چیز کا ایسا موثر اور غیر معمولی علاج فرمایا۔ یہ حضور کی اس دعا کا نتیجہ تھا جو آپ نے ساری رات اس عاجز کے لئے کی تھی"۔ (مجلہ الجامعہ شمارہ 14 صفحہ 141۔ مصلح موعود نمبر)

تحریک شدھی اور مسیحی نفس کا اعجاز مسیحائی

حضرت مصلح موعود کے "مسیحی نفس" اور "بیماریوں سے صفائی" کا ایک پہلو دین حق کے آبِ حیات سے مردوں کو نئی زندگی بخشنا بھی ہے۔ یہ کہ آپ نے کس طرح مُردہ رُوحوں کو حیات ابدی عطا کی، لاکھوں لوگوں کا احمدیت یعنی دین حق کو قبول کرنا، تحریک شدھی میں بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرنا ایک روشن باب ہے۔

1922ء کے سالوں میں ہندوؤں کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام کے خلاف ایک نہایت ہی خطرناک منصوبے اور تحریک کا آغاز ہوا۔ جسے "تحریک شدھی" کا نام دیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد پنجم) مقصد اس کا ایک علاقہ کے مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانا نہیں تھا بلکہ ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو ہندو دھرم کی چوکھٹ پر لانا تھا۔ جب ان کا یہ اعلان ہو رہا تھا کہ

"سارے ہندوستان میں ہندو ہی ہندو نظر آئیں گے"

جب وہ یہ کہہ رہے تھے کہ

"اگر اس چھری کو جو گئو کی گردن پر چل رہی ہے بند کرنا چاہتے ہو تو اس کا علاج شدھی ہے...... نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اگر آپ ہمیشہ کے لئے کانٹے دار درخت کو مٹانا چاہتے ہیں تو اس کی جڑ نکال دیں"۔

اور ہندو لیڈر تحریک شدھی کو ایک نادر موقعہ قرار دے رہے تھے۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر اس طرح ہندوؤں کو اس کی ترغیب دلا رہا ہے۔

کام شدھی کا کبھی بند نہ ہونے پائے
بھاگ سے وقت یہ قوموں کو ملا کرتے ہیں

ہندوؤ تم میں ہے گر جذبۂ ایماں باقی
رہ نہ جائے کوئی دنیا میں مسلماں باقی

اس وبا کا پھیلنا تھا تو پورے ہندوستان میں ایک دردمند دل اور ایک تڑپ کے ساتھ اگر کوئی اٹھا ہے تو وہ صرف اور صرف ایک وجود تھا اور وہ حضرت مصلح موعود کا مسیحی نفس وجود تھا۔

آپ نے فوری طور پر اس تحریک کا وسیع پیمانے پر مقابلہ کرنے کے لئے ایک زبردست سکیم تیار کی۔ شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یہاں تک تہیہ کر لیا کہ میری کل اور جماعت کی جائیداد تخمیناً دو کروڑ روپے تک ہوگی اگر ضرورت پڑی تو یہ سب املاک و

اموال خدا کی راہ میں وقف کرنے سے میں اور میری جماعت دریغ نہیں کریں گے۔

اس کے لئے آپ نے جماعت کو بھی تحریک کی کہ ہمیں فوری طور پر ڈیڑھ دو سو آنریری مبلغین اور 50 ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ جماعت نے انتہائی والہانہ رنگ میں لبیک کہا اور ڈیڑھ ہزار افراد نے اپنی خدمات حضور کے سامنے پیش کردیں اور روپیہ بھی فراہم کردیا۔

ان مجاہدینِ احمدیت نے سرفروشی، جاں بازی اور فداکاری کا وہ شاندار نمونہ دکھایا کہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ ہندوستان کے مسلمان اور ہندو اس پر عش عش کر اٹھے۔

اخبار زمیندار نے لکھا

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی کے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے"۔

اور بالآخر خدا کے فضل سے شدھی کے اس بحر مواج نے پلٹا کھا کر اپنا راستہ بدل لیا۔ ہزاروں مریض بلکہ موت کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہوئے انسانوں نے شفا پائی۔ اور اس علاقے میں جہاں ان کا زور تھا وہاں کی اکثریت نہ صرف نام کی مسلمان بلکہ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کے احکام پر چلنے والی بن گئی۔

عیسائی بیماروں کے لئے

"روح الحق" کی برکت

آپ نے "مسیحی نفس" ہونے کی مناسبت سے عیسائیت کے متعلق جو کوششیں فرمائیں اور روح الحق کی برکت سے جس طرح ان بیمار لوگوں کو شفا بخشی اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

اس زمانے میں عیسائیت کس طرح ترقی پذیر تھی اور اسلام کے خلاف کس طرح وہ صف آراء تھی اور نصرانیت کا اژدھا کس طرح اسلام کے نحیف وجود کو نگلنے کی طاق میں تھا، یہ ایک کربناک اور تکلیف دہ کہانی ہے۔ البتہ عیسائیت کے مرکز سے کیا گیا اعلان اور ان کا منصوبہ سن کر آپ کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

پادری ہنری ہیروز کا اعلان

اسلامی ممالک میں عیسائیوں کے ناپاک عزائم کا وہ یوں تحدی آمیز انداز میں ذکر کرتا ہے:

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضو افگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ کررہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتی کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے

"اس ماہ خدام کے مطالعہ کے لئے کتاب "سبز اشتہار" مقرر ہے" (مہتمم تعلیم)

سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں پہنچے گی اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا....."۔ (بحوالہ الفرقان اکتوبر 66ء صفحہ 11)

حضرت مصلح موعود عیسائیوں کے ظالمانہ اور مکروہ منصوبوں سے ہرگز بے خبر نہ تھے۔ ایک عیسائی کے منہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نکلنے والے الفاظ اور گالیاں دلوں کو زخمی کر دیتے اور آپ کو بے چین کر دیتے تھے۔ اپنے اس دکھ اور کرب کا اظہار آپ کے ان الفاظ میں بیان ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے دیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر آپ کی ہتک کر کے اپنی دنیا و آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس ذات بابرکات سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ میں دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درختوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسول کریمؐ کو گالیاں دینے والے ہیں...." (الفضل 10 جون 1927ء)

معزز قارئین! آپ نے ان پرشوکت جملوں میں یہ تڑپ محسوس کی ہوگی کہ کس طرح اس مسیحا کی نظر ایک حاذق طبیب کی طرح اس بیماری کے اوپر پڑی ہے جو روح کو مردہ خانے میں ڈال کر اس کے دین اور دنیا کو تباہ کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ پھر اس فقرے پر غور کریں کہ:

"نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر آپ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں"۔

یہ تھا وہ مسیحی نفس جوان بیماروں اور روحانی مجذوموں اور کوڑھیوں کو روح الحق کی برکت سے ان بیماریوں سے صاف کرنے کا عزم لے کر اٹھا۔ وہ اس بات پر خوش نہیں تھا کہ ان بیماروں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے بلکہ وہ تو ان بیماروں کو بیماریوں سے صاف کرنے کا خواہاں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی پاداش میں ہندوستان کی ایک عدالت نے بعض مجرموں کو سزا سنائی تو آپ کا دل اس پر خوش نہیں ہوا بلکہ غمگین ہوگیا۔ اسی واقعہ کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں:

"میرا دل غمگین ہے..... میں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے، ایک آدمی کی جان کو میں اس کی قیمت قرار نہیں دیتا۔ میں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت قرار نہیں دیتا کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے۔

کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقا دنیا کو جِلانے کے لئے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا کے احیاء میں ہے نہ کہ اس کی موت میں۔ پس میں اپنے نفس میں

شرمندہ ہوں کہ اگر یہ دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہوئے ہیں اور بدبختی کی جو سزا انہوں نے اپنے ماتھوں پر لگائی ہے اس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دے کر برباد ہوتے۔ کیوں اس کے زندگی بخش جام کو پا کر ابدی زندگی نہ پاتے۔ میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہؐ کا بغض نکال کر اس کی جگہ آپ کی محبت قائم نہ ہو جائے"۔ (الفضل 19 اگست 1927ء)

عیسائیوں کا اعتراف شکست

آپ اپنے دل میں یہ تڑپ لے کر اٹھے اور ہر اس شخص اور قوم اور مذہب کے فرد کو یہ حیات بخش پانی پلانے کی سعی کی جو کہ نبی پاکؐ کی کسر شان کا مرتکب ہوتا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کو بھی جھنجھوڑا، آپ نے ہندوؤں کو بھی دعوت دی، آپ نے شدھی کے میدان میں بھی بیماروں کو شفا بخشی اور عیسائیت کے بالمقابل تو ایک شفیق اور مہربان طبیب کی طرح آپ نے اپنی پوری کوششیں صرف کیں۔ کیونکہ نبی پاکؐ اور اسلام کے خلاف بڑے خطرناک اور گھناؤنے عزائم لے کر یہ مذہب آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ لوگ صلیب کو حرم پاک میں گاڑنے کے لئے جا رہے تھے۔ یہ بیمار روحیں نبی کریمؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے ہوئے خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا سوچ رہی تھیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود جدوجہد اور آپ کی دعاؤں نے قصرِ عیسائیت میں زلزلہ پیدا کر دیا اور عیسائیوں کو خود اعتراف کرنا پڑا کہ ہم روز بروز تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ عیسائیت کی گرفت کمزور ہوتی جا رہی ہے اور اسلام کا نفوذ بڑھ رہا ہے اور یہ سب کچھ احمدیت کی ذریعہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ افریقہ کا ایک اخبار لکھتا ہے:

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اٹھانا پڑیں اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آج کل یہ درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے"۔

دی آرچ بشپ آف افریقہ کا بیان ہے کہ:

"چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے"۔ (ٹانگا نیکا سٹینڈرڈ 23 دسمبر 61ء)

برٹش اینڈ فارن بائبل کے جنرل سیکرٹری کا بیان تھا کہ:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام افریقہ میں سراسر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں 10 افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنالیتا ہے"۔

"یہ بات عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے شکست دے کر اس کی جگہ لے لے"۔

عیسائیت کی آخری جنگ

قادیان میں

اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ سب کچھ قادیان کی بستی سے اٹھنے والی آوازیں ہیں۔ یہ اس بستی میں موجود مسیحا نفس کی پھونکیں ہیں جو ان کی بیمار روحوں کی بیماریوں کو بھسم کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس امر کا اقرار ایف سی کالج لاہور کے وائس پرنسپل مسٹر لیوکس اور دوسرے عیسائی راہنماؤں نے اس طرح کیا "عیسائیت اور اسلام کی جنگ کا فیصلہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں نہیں ہوگا۔ نہ لندن میں، نہ نیویارک میں، نہ ہی واشنگٹن میں بلکہ دنیا کی ایک نامعلوم چھوٹی سی بستی میں اسلام اور عیسائیت کی آخری جنگ لڑی جائیگی اور اس بستی کا نام قادیان ہے"۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 192)

بیمار روحوں کو شفا بخشنا

یہ تو تھا عیسائیت کے خلاف حضور کا اصولی جہاد۔ لیکن اب چند ایک واقعات سماعت فرمائیں کہ کس طرح اس مسیحی نفس نے ان بیمار روحوں کو اس دائمی بیماری سے صاف کیا جو کہ بلاشبہ روح الحق کی برکت کے طفیل ہی تھا۔

ایک پادری کا بیعت کرنا

پشاور کے ایک قابل پادری عبدالخالق صاحب جو قبل ازیں اسلام سے ارتداد کر کے پادری بن چکے تھے اور انہیں بائبل پر اتنا عبور تھا کہ وہ فخر یہ کہا کرتے تھے کہ میرے علم کا پادری شاذو نادر ہی کوئی اور ملے گا۔ مناظرے کے ماہر اور منطقی داؤپیچ سے خوب واقف۔ اس پادری کی زندگی کا دلچسپ مشغلہ یہ تھا کہ بڑے بڑے مولویوں کو منطقی داؤپیچ سے شکست فاش دے کر اہل اسلام پر اپنی برتری ثابت کرتے۔ یہ پادری صاحب شوق مبارزت لئے قادیان آ نکلے اور حضرت خلیفہ المسیح الثانی سے تبادلہ خیالات کی خواہش کی۔ خیال تو ان کا یہ تھا کہ ایک نوجوان راہنما ہے۔ عیسائیت کا تو سوال ہی کیا خود اپنے دینی علوم میں بھی سند یافتہ نہیں۔ چند اعتراضات میں شکست فاش دے کر اپنا نام بلند کروں گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو تو کچھ اور ہی منظور تھا اور بحث اس صورت حال پر ختم ہوئی کہ حضرت مصلح موعود کے مسیحی نفس کی بدولت اس کی تمام بیماریاں دور ہو چکی تھیں اور وہ حضور کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے تھے۔ (سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 33)

روح الحق کی برکت عیسائی محقق کا قبول اسلام

ایک عیسائی محقق قادیان میں آتا ہے۔ حضور کے سامنے اپنی روح کی بیماری کا تذکرہ بڑے ہی دکھ سے اس طرح کرتا ہے کہ میں نے نجات دہندہ کی تلاش میں دنیا

کی خاک چھان ماری ہے مگر ابھی تک سوائے یسوع مسیح کے کوئی نجات دہندہ میرے معیار پر پورا نہیں اترا۔ اگر آپ اس بارہ میں میری راہنمائی فرمائیں تو میری خوش بختی ہوگی۔ آپ نے اس وقت ایک تقریر فرمائی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ متلاشی حق جو خدا جانے کب سے سرگرداں تھا حضور کے انفاس قدسیہ کے اثر سے "دین حق" کا پیروکار ہوگیا اور قادیان میں ٹھہر کر لمبے عرصہ تک تعلیم پاتا رہا"۔ (سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 91)

ایک عجیب روحانی انقلاب

ایک مسیحی دوست نے جو قادیان ٹھہر کر حضرت خلیفہ المسیح الثانی سے مذہبی تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔ حضور سے گفت و شنید اور صحبت سے استفادہ کرنے کے بعد ان کی حالت میں ایک غیر معمولی تبدیلی واقع ہوگئی اور ایک دن اپنی قلبی کیفیت کا اظہار قادیان کی ایک مجلس میں اس طرح کیا:

"میں نے عیسائیوں کی اعلیٰ سوسائٹی میں تربیت پائی ہے۔ بہت سے ملکوں پھرا ہوں مگر مجھے اس جماعت کو دیکھ کر رشک آتا ہے کہ کاش یہ روحانیت عیسائیوں میں ہوتی"۔ (الفضل 23 مارچ 1915ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 32)

پھر اس طرح وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے:

"باوجود عیسائی ہونے کے پیغمبرِ عرب کی اب مطلقاً نفرت میرے دل میں نہیں بلکہ بہت بڑی عزت ہوگئی ہے۔ قرآن مجید کو پہلے لغو کتاب سمجھتا تھا اب میں اسے اعلیٰ کتاب سمجھتا ہوں۔ جو کچھ حضرت صاحب نے فرمایا سب نوٹ کرلیا ہے۔ اب میں اطمینان سے اس پر غور کروں گا......... میں پھر اقرار کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کے بیان میں ایک جادو کا اثر ہے......" (بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 32)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

"میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ....(دین حق) اور احمدیت کا نام پہنچایا مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے ....(دین حق) کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس طرح ایشیا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ لوگوں کو ....(دین حق) اور احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی...... ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپؐ پر درود اور سلام بھیجتے اور صبح شام آپؐ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے ناآشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا......" (الفضل 19 فروری 60ء بحوالہ مجلہ الجامعہ صفحہ 116)

آسمانی ستارے

میں حضرت مصلح موعود کے متعلق کی جانے والی پیشگوئی کی اس علامت کے ایک اور پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود نے اپنی قوت قدسیہ، دعا اور تحریکات اور جماعت کے تنظیمی ڈھانچے کے ذریعہ تو بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا ہی تھا لیکن آپ نے اپنی تحریرات کے ذریعہ بھی ایک عجیب اور حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کی تحریرات میں وہ مسیحی انفاس ہیں جو کہ ملائکہ کی مدد سے روح کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کر دیتے ہیں اور دل کی بیماریوں کو صاف کر دیتے ہیں۔

ذکر الٰہی، عرفان الٰہی، انقلاب حقیقی، دعوۃ الامیر، اور منہاج الطالبین کے علاوہ آپ کی 200 سے زائد کتب وہ "آسمانی ستارے" ہیں جو روح اور دل کی زمین کو منور کر دیتے ہیں۔

> ایک مرتبہ حضرت خلیفہ المسیح الاول اپنے زمانہ خلافت میں بیمار ہوئے تو حضرت مصلح موعود سے فرمایا:
> "میاں! میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرو۔ چنانچہ آپ نے دعا کی"۔ (الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء)

ہزاروں صفحات پر مشتمل قرآن کریم کی تفسیر اپنے اندر وہ مسیحانہ قدرت رکھتی ہے جو روح الحق کی برکت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی بیماریوں کو ختم کرنے کا باعث بنی ہے اور بنتی رہے گی۔

اور تو اور مجھے تو یہ کہنے کی بھی اجازت دیں کہ مسیح موعود..... کے اس فرزند مصلح موعود اور بیماروں کے اس مسیحا کا چہرہ ہی ایسا ہے کہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت ساتھ ہو تو اس کی ایک جھلک سالوں کی روحانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب بن جاتی ہے۔

> مکرم مولوی محمد اسد اللہ قریشی کشمیری تحریر فرماتے ہیں!
> "ان کتب (حضرت مصلح موعود... کی کتب۔ ناقل) کے مطالعہ کے دوران ایک دفعہ کشف میں آواز آئی" یہ کتابیں آسمانی تارے ہیں"۔ (الفرقان۔ بحوالہ تاریخ احمدیت)

الغرض

یہ وہ وجود تھا جو پچاس سے زیادہ برس تک عیسائیت کے لئے زلزلہ اور طوفان بنا رہا۔ یہ وہ قیمتی وجود تھا جس کے سانس سے شیاطین مردہ ہوئے۔ یہ وہ وجود تھا جو عالم اسلامی پر سورج بن کر چمکتا رہا اور اپنی کرنوں سے مردہ دلوں کو زندگی بخشتا رہا۔ یہ وہ قیمتی لعل تھا جس کے وجود سے چھونے کی وجہ سے ہزارہا انسانوں نے زندہ خدا کا چہرہ دیکھا۔ ہاں یہ وہ.... (دین حق) کا بطل جلیل تھا جس نے اپنے دور خلافت میں .... (دین حق) کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دیا۔ یہ وہ روحانی وجود تھا جس کی دعائیں پچاس سال تک بنی نوع انسان کے دکھوں اور دردوں اور تکلیفوں کا مداوا بنتی رہیں۔ اور یہ وہ وجود تھا..... یہ وہ مسیحی نفس وجود تھا جو روح الحق کی برکتوں سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو بہت سی بیماریوں سے صاف کر گیا۔ آپ کل عالم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مری طرف چلے آئیں مریض روحانی
کہ ان کے دردوں دکھوں کیلئے طبیب ہوں میں

ناقۃ اللہ کو ستایا بے سبب

بات رانجھے کی نہ قصہ ہیر کا
ذکر ہے اک خواب کی تعبیر کا

پیرہن جلنے لگا تصویر کا
ہر طرف ہے شور دار و گیر کا

کس نے دستک دی در آواز پر
سلسلہ ہلنے لگا زنجیر کا

آئینہ در آئینہ در آئینہ
جگمگاتا ہے ایک ہی تصویر کا

پھر قسم نہ ستون کی کھائی گئی
ذکر پھر ہونے لگا انجیر کا

آئینے کی طرح چکنا چور ہے
کوئی رخ ثابت نہیں تصویر کا

گھر کے باہر سے سفیدی ہوگئی
فائدہ اتنا ہوا تعزیر کا

مجھ سے بھی کر لیجئے گا مشورہ
آئینہ بردار ہوں تقدیر کا

مجھ کو بھی کچھ تجربہ ہے عشق کا
میں بھی زخمی ہوں نظر کے تیر کا

مجھ کو سولی دی گئی الفاظ کی
میں شہید وقت ہوں تحریر کا

اس کو میرا کفر لوٹایا گیا
وہ جو شائق تھا مری تکفیر کا

ناقۃ اللہ کو ستایا بے سبب
کاٹنا چاہا درخت انجیر کا

آئینے کا بال رہنے دیجئے
فکر کیجئے آنکھ کے شہتیر کا

تھوڑے ہو کر بھی نہ ہم تھوڑے لگے
معجزہ ہم کو ملا تکثیر کا

دی جگہ مجھ کو فراز دار پر
معترف ہوں دل سے اس توقیر کا

میرا قاتل بچ کے جا سکتا نہیں
مجھ سے وعدہ ہے یہ میرے پیر کا

میرے کاٹے کا نہیں کوئی علاج
مجھ کو آتا ہے عمل تسخیر کا

میں تمہیں کرکے تہہ دل سے معاف
تم سے بدلہ لوں گا اس تحقیر کا

ٹوٹ ہی جائے گا منظر ایک دن
سلسلہ اس جرم بے تقصیر کا

(مکرم چوہدری محمد علی صاحب)

جُمعہ کا مُبارک دِن

(تحریر: مکرم محمد مقصود منیب۔ ربوہ)

ہفتہ بھر کے سات دنوں میں سے ایک دن کا اسلامی نام جمعہ ہے۔ اس دن ہر شہر اور اس کے مضافات اور الحاقی آبادیوں کے رہنے والے مسلمان نہا دھو کر، صاف ستھرے اور اجلے لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر خدائے واحد و یگانہ کی پرستش اور عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ جمعہ کا یہ دن ایک طرح سے مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اجتماعی عبادت کے علاوہ اس بابرکت اجتماع کے ذریعہ حلقہ تعارف وسیع ہوتا ہے۔ اجتماعی مقاصد کے متعلق سوچنے کا موقع ملتا ہے اور باہمی تعاون کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔ مساوات کے مظاہرہ کا موقع ملتا ہے۔ قومی اور اجتماعی ضرورتوں کا پتہ چلتا ہے۔ وعظ و تذکیر سن کر رضائے الٰہی کی راہوں پر چلنے کی توفیق ملتی ہے۔

تاریخ جمعہ

جمعہ کے دن کو اسلام سے پہلے یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ قبا میں اسلام کا داخلہ اسلام کے دور کی خاص ابتداء اور دور خاص ہے۔ اس مؤرخین نے اس تاریخ کو زیادہ اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا ہوا ہے۔ اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ آٹھ ربیع الاول سن 13 نبوی (بمطابق 20 ستمبر 622ء) تھی۔ چودہ دن کے بعد جمعہ کو آپؐ شہر کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ راستہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز جمعہ کا وقت آگیا۔ جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ تھی۔ لوگوں کو جب آپؐ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو خوش عسرت سے پیش قدمی کرتے ہوئے دوڑتے چلے آئے۔

اور تحقیق کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوسرا جمعہ آنحضرتؐ نے بحرین کے مقام پر جواثی جگہ پر عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا تھا۔

وقت اور فرضیّت

جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے۔ البتہ امام وقت کی اشد ضروری سفر یا جنگی انداز کی اہم مصروفیت کے پیش نظر چاشت کے بعد زوال سے قبل بھی جمعہ پڑھا جاسکتا ہے۔

نماز جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے۔ یہ نماز تمام بالغ تندرست مسلمانوں پر واجب ہے۔ البتہ معذور، نابینا،

اپاہج، بیمار، اور مسافر نیز عورت کے لئے واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ شامل ہو جائیں تو ان کی نماز جمعہ ہو جائیگی ورنہ وہ ظہر کی نمازیں پڑھیں۔

طریق نماز جمعہ

سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی پہلی اذان دی جائے۔ امام جب خطبہ پڑھنے کے لئے آئے تو دوسری اذان کہی جائے۔

بخاری کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، اور عمرؓ کے ادوار میں تو پہلے جب امام آتا تو اذان ہوتی اور جب وہ نماز پڑھاتا تو تکبیر ہوتی تھی لیکن بعد میں حضرت عثمانؓ کی خلافت میں جب لوگ زیادہ ہو گئے تو اذان بڑھا دی گئی اور معمولاً پہلی اذان سے کچھ دیر پہلے بھی ایک اذان شروع ہو گئی۔ یعنی

1۔ پہلی اذان

2۔ دوسری اذان

3۔ تکبیر تحریمہ

پہلے تشہد اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرے پھر نصائح اور پھر کچھ دیر بیٹھ کر خطبہ ثانیہ ادا کرے۔ یعنی مسنون الفاظ میں اور پھر دو رکعت نماز پڑھائے۔

عنوان سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی "خلافت کی اہمیت عظمت و برکات" آخری تاریخ 16 اگست 92ء (مہتمم تعلیم)

تیاری نماز جمعہ

بخاری میں آتا ہے کہ جمعہ کے روز خوشبو لگایا کرو۔ فرمایا کہ اس دن غسل واجب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پسینے میں شرابور تھا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ غبار آلود بالوں اور چہرے کے ساتھ جب وہ آیا تو وہ دن جمعہ کا دن تھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ "لو انکم تطھّرتم لیومکم ھٰذا" کہ "آج کے دن تو نہا کر پاک صاف ہو جایا کرو"

آداب خطبہ و نماز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فلا یفرّق بین اثنین" (بخاری کتاب الصلوٰۃ) یعنی جو شخص خطبہ کے دوران آئے تو وہ صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے اور نظام اور سکون کو اور لوگوں کی توجہ کو خراب نہ کرے۔ اور پھر وہ آتے ہی دو رکعات ہلکی کر کے پڑھ لیا کرے۔

خطبہ کے دوران بولنا

حدیث میں خطبہ کے دوران بولنے کی ممانعت آتی ہے۔ فرمایا کہ "ان قلت لصاحبک "انصت" فقد لغوت" کہ

اگر تم نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کو یہ کہا کہ تم خاموش ہو جاؤ تو تم نے ایک لغو کام کیا"

اس لئے اشد مجبوری کے وقت بولنا تو نہیں صرف اشارے سے چپ کرانا جائز ہے لیکن اگر امام بلائے تو ضرور بولنا ہے۔

نماز جمعہ اور ریڈیو

ریڈیو پر نشر ہونے والے خطبہ کو سن کر خطبہ ہی سمجھ کر نماز ادا کرلینا اور علیحدہ خطبہ نہ دینا درست نہیں ہے۔ بلکہ علیحدہ خطبہ دے کر نماز ادا کرنی چاہیئے۔ ثواب کے لئے بیشک امام وقت کا خطبہ ویڈیو یا ٹیپ ریکارڈر سنالیا کریں۔ (بحوالہ فقہ احمدیہ)

دوران خطبہ سنتیں

آدمی جب خطبہ کے دوران آجائے تو اسے فوراً دو رکعت سنت ادا کرنی چاہیئے اور پھر خطبہ کے لئے بیٹھے اور سنے۔

ثواب جمعہ

بخاری کتاب الجمعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جمعہ میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے مختلف اوقات میں آنے والوں کے لئے مختلف اجر کا اعلان کیا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی جتنا ثواب ملے گا۔ بعد میں آنے والے کو مینڈھے کی قربانی جتنا، اس کے بعد آنے والے کو مرغی اور اس کے بعد آنے والے کو انڈہ دینے کی قربانی جتنا ثواب ملے گا۔ (بخاری کتاب الجمعہ)

اہمیت جمعہ

جمعہ کے بارہ میں ایک خاص سورۃ قرآن مجید میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے۔ اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ (اذان) دی جائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو جائے......۔ (بدر 14 مارچ 1907ء، فتاویٰ صفحہ 119)

اعلان ولادت

مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام راجہ ظہیر احمد خان عطا فرمایا ہے۔ بچہ وقفِ نو میں شامل ہے۔

نومولود مکرم صوبیدار (ریٹائرڈ) راجہ محمد نواز خان صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ کا پوتا اور مکرم راؤ محمد اکبر خان صاحب آف گنگا پور ضلع فیصل آباد کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے نومولود کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

نگاہ انتخاب

(قارئین کی مرسلہ تحریروں کا گلدستہ۔ مدیر)

یہ کالم آپ کی تحریروں کے انتخاب سے مرتب کیا گیا ہے۔ جن کا ہمیں انتظار رہتا ہے۔ ادارہ

خدا

سینے میں دل ہے۔ دل میں درد ہے۔ درد میں نشہ ہے۔ نشے میں مٹھاس ہے۔ مٹھاس میں تشنگی ہے۔ تشنگی میں آرزو ہے۔ آرزو میں حسرت ہے۔ حسرت میں امید ہے۔ امید میں یقین ہے۔ یقین میں خیال ہے۔ خیال میں تصویر ہے۔ تصویر میں تو ہے۔ تجھ میں ادا ہے۔ ادا میں حیا ہے۔ حیا میں نزاکت ہے۔ نزاکت میں شوخی ہے۔ شوخی میں غصہ ہے۔ غصے میں بناوٹ ہے۔ بناوٹ میں اپنائیت ہے۔ اپنائیت میں چاہت ہے۔ چاہت میں خلوص ہے۔ خلوص میں پیار ہے۔ پیار میں عبادت ہے۔ عبادت میں خدا ہے۔

زندگی

ہماری زندگی کتنی عجیب و غریب ہے۔ بچہ کہتا ہے کہ جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو یوں کروں گا۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ جب میں جوان ہوں گا تو یوں کروں گا اور جب جوان ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ شادی کروانے کے بعد یوں کروں گا۔ لیکن شادی کروانے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اس وقت خیالات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بالاخر کہتا ہے کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو یوں کروں گا۔

اور جب بڑھاپا قدم بڑھاتا ہے تو وہ گزرے ہوئے ماضی کو حسرت سے یاد کرتا ہے۔ اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد و یخ ہوا چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ سب کچھ کھو چکا ہے۔ ہر چیز اسکے اختیار سے نکل چکی ہوتی ہے۔ بہت دیر کے بعد ہمیں خیال آتا ہے کہ زندگی ہر دن اور ہر لمحے کے نزدیک رہنے کا نام ہے۔

رومی شاعر ہوریس کہتا ہے کہ انسانی زندگی کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم سب زندہ رہنے کو ملتوی کرتے ہیں۔ اپنی کھڑکیوں سے باہر جو گلاب کے پھول کھل رہے ہیں ان سے لطف اندوز ہونے کی بجائے گلابوں کے کسی طلسمی باغ کے متعلق خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ (اے۔ اے مون صدر شمالی ربوہ)

پوپ کو مبارک باد

1909ء میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا

اس کا اندازہ ان الفاظ سے بخوبی ہو سکتا ہے جو انہوں نے بطور مبارک باد پوپ کو لکھے۔

انہوں نے لکھا "اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جو افراد وہاں موجود تھے ان کے ساتھ ہم نے کیا سلوک کیا تو یہ لکھ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی ہیکل سلیمانی کے معبد میں داخل ہوئے تھے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا"۔

لاجواب

ہالی ووڈ کا ایک مشہور اداکار زوال کے بعد لوگوں کی نظروں سے بچتا بچاتا نیویارک کے ایک گھٹیا ہوٹل میں کھانا کھانے گیا۔ وہ یہ دیکھ کر گھبرا گیا کہ اس کا ایک پرانا ساتھی اداکار بھی وہاں موجود ہے۔ اس نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا ساتھی ہوٹل میں ویٹر ہے۔

"اسکاٹ! تم یہاں ویٹر ہو؟" اس نے اپنی جھینپ مٹانے کے لئے اپنے ساتھی سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اس کے دوست نے ایک شان سے کہا "ہاں، لیکن میں اس گھٹیا ہوٹل میں کھانا نہیں کھاتا"۔

دراصل

بوڑھے شخص نے ایک شخص کو تین مچھلیاں پکڑتے دیکھا۔ ان میں دو بڑی تھیں اور ایک چھوٹی۔ اس شخص نے بڑی مچھلیوں کو فوراً ہی چھوڑ دیا اور چھوٹی مچھلی کو ٹوکری میں رکھ لیا۔

بڑے میاں نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا "دراصل میرا فرائی پین بہت چھوٹا ہے"۔

ذمّہ داری

ایک کمپنی کے ڈائریکٹر نے کہا "مجھے ایک ذمّہ دار شخص کی ضرورت ہے"۔ امیدوار نے جواب دیا "مجھ سے زیادہ ذمہ دار کون ہو سکتا ہے۔ گزشتہ دنوں شہر میں چوری کی تین وارداتیں ہوئیں۔ ہر بار عدالت نے مجھے ہی ان کا ذمہ دار ٹھہرایا"۔

زندگی

زندگی خدا کا عطا کردہ ایک انمول تحفہ ہے جو ایک ہی بار ملتا ہے۔ اگر ہم غور کریں تو انسان اپنی تمام زندگی میں نصف سونے میں گزار دیتا ہے۔ بقایا آدھی میں سے آدھا حصہ جوانی کی نظر اور آدھا بڑھاپے کی نظر ہو جاتا ہے۔ زندگی کو یادگار اور خوشگوار ہمیشہ نیک اعمال اور عمدہ اخلاق ہی سے بنایا جا سکتا ہے اس کے برعکس ہم اپنے نصیبوں کو کوستے رہتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مختصر سی زندگی کا ایک ایک پل قیمتی ہے اور اس کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیئے۔

ستم ظریفی

عمر رسیدہ میاں بیوی نے اپنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ دو میل چلنے کا پروگرام بنایا۔ اگلی صبح ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد دونوں تھک

گئے۔ میاں نے بیوی سے پوچھا "تم تھک تو نہیں گئیں؟"

بیگم بہت تھک گئیں تھیں مگر ان کی ہمدردی دیکھتے ہوئے بولیں "نہیں! ابھی تو میں دو میل اور چل سکتی ہوں"۔

اس پر میاں بولے "واپس جا کر کار لے آؤ میں تو بہت تھک گیا ہوں"۔

پرہیزی کھانا

ایک مریض کو ڈاکٹر نے پیٹ کے کسی مرض کی دوائی دے کر کچھ پرہیزی غذا بتائی۔

"ڈاکٹر صاحب!" مریض نے پوچھا

"یہ پرہیزی غذا روٹی سے پہلے کھانی ہے یا بعد میں؟"

ہم نے فٹ بال کھیلا

پانچویں جماعت میں سالانہ سپورٹس کی دوڑ میں ہمارا اکیسواں نمبر آیا تھا۔ دوڑ میں اتنے ہی لڑکے شریک ہوئے تھے۔

کچھ دن فٹ بال سے بھی سر مارا۔ آخری لمحہ اتصال تک یہ فیصلہ نہیں کر پاتے تھے کہ اس فٹ بال پر اپنا دایاں پاؤں ماریں یا بایاں زیادہ مناسب رہے گا۔ دودھ کے دانت ٹوٹنے سے پہلے ہی ہم خاصے دبیز شیشے کی عینک لگانے لگے تھے (جو حضرات ضعف بصارت سے محروم ہیں ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اب کبھی ہم عینک اتار کر آئینہ دیکھتے ہیں تو بخدا ہمیں اپنے کان نظر نہیں آتے) کئی دفعہ عینک توڑنے کے بعد اب ہم اسے اتار کر بے خطر کھیلنے لگے تھے۔ کھیلتے کیا تھے ہر ایک سے مینڈھے کی طرح ٹکریں لیتے پھرتے تھے۔ مخالف ٹیم میں ہمیشہ بہت "پاپولر" اس لئے رہے کہ اپنی ہی ٹیم سے گیند چھینتے اور انہیں فاؤل مارتے پھرتے تھے۔ کھیل کے شروع میں "ٹاس" کیا جاتا جو کپتان ٹاس ہار جاتا وہ ہمیں اپنی ٹیم میں شامل کرنے کا پابند ہوتا۔ (مشتاق احمد یوسفی کی کتاب "زرگزشت" سے اقتباس)

سات ملک سات کہاوتیں

○ تجربہ وہ کنگھی ہے جو زندگی ہمیں ایسے وقت دیتی ہے جب ہمارے بال جھڑ جاتے ہیں۔ (بلجیم کی کہاوت)

○ الفاظ کے پیچھے مت بھاگو بلکہ خیالات تلاش کرو۔ جب خیالات کا ہجوم ہوگا الفاظ خود بخود مل جائیں گے۔ (یونانی کہاوت)

○ جہاں صداقت اور خلوص نظر آئے وہاں دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ ورنہ تمہاری تنہائی تمہاری بہترین ساتھی ہے۔ (ایرانی کہاوت)

○ نصیحت ایسی چیز ہے جس کی عقلمندوں کو ضرورت نہیں ہوتی اور بے وقوف اسے قبول نہیں کرتے۔ (عربی کہاوت)

○ کپڑے کو کاٹنے سے پہلے سات بار ناپنا! کیونکہ اسے کاٹنے کا ایک ہی موقع ہوتا ہے۔ (روسی کہاوت)

○ بغیر دیکھے کوئی چیز منہ میں نہ ڈالو اور بغیر پڑھے کسی کاغذ پر دستخط نہ کرو۔ (اسپینی کہاوت)

○ بچھو کی دم میں زہر ہوتا ہے، سانپ کے دانت میں اور مچھر کے سر میں لیکن برے آدمی کے پورے وجود میں زہر ہوتا ہے۔ (سری لنکا کی کہاوت)

(مرسلہ: امۃ الحئی آسیہ، امۃ القیوم سعدیہ۔ لاہور)

بقیہ از صفحہ 6

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر بھی نظر ڈالیں اور آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی تعلیمات کے عاشق نہ ہو جائیں"۔ (ضمیمہ انصار اللہ نومبر 88ء صفحہ 13)

اعلانِ ولادت

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ ۶ جنوری ۱۹۹۲ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام کرشن احمد رکھا گیا ہے۔

نومولود محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کا پوتا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا پڑپوتا اور حضرت سید داؤد احمد صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے نومولود کی صحت وسلامتی اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت سر ظفر اللہ خان صاحب کی یاد میں لکھی گئی

ایک نظم

نام نامی تھا ظفر اس کا مظفر تھا نصیب
منزل مقصود آجاتی تھی خود اس کے قریب
وہ وطن کی آبرو تھا قوم کا بطل جلیل
ملک و ملت کے لئے تھا جو کہ مانند نصیب
مہدی مسعود کی سطوت کا تابندہ نشاں
توڑ کر جس نے دکھادی اہل یورپ کو صلیب
مخزن علم و ہنر تھا وہ مدبر بے مثال
جسکی تدبیروں سے بدلے کتنی قوموں کے نصیب
وہ سراپا منکسر تھا گو کہ تھا با برگ و بار
پیکر صدق و صفا تھا ابن فارس کا منیب
"قدرت ثانی" سے ہر دم فیض وہ پاتا رہا
آج بھی وہ سو رہا ہے دو ستاروں کے قریب
ظالم و جابر پہ جھپٹا وہ عقابوں کی طرح
اہل حق کے واسطے تھا جو کہ مانند حبیب
اس کے عزم بے مثل کا میں کروں کیسے بیاں
جس کی عظمت مانتے ہیں آج بھی اس کے رقیب
نازش شمس و قمر تھا جو کہ رخصت ہوگیا
اب کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں گے ایسا خوش نصیب

(مرزا خلیل احمد صاحب یعقوب۔ حافظ آباد)

مجرموں کی شناخت کا جدید سائنٹیفک طریقہ

(تحریر:- بابر مجید اعوان-کراچی)

DNA جسے DEOXYRIBO NUCLEIC ACID کہا جاتا ہے، مرکزے میں پایا جانے والا جینیاتی مادہ (GENETIC MATERIAL) ہے جس میں توارث (HEREDITY) کی تمام معلومات پائی جاتی ہیں۔ A·D·HERSHEY اور M·CHASE نے یہ ثابت کیا تھا کہ DNA ایک جینیاتی مادہ ہے۔ 1928ء میں GRIFFITH نے اپنے تجربات سے DNA کا توارث سے کیمیائی بنیادوں پر تعلق ثابت کیا۔ 1953ء میں WATSON اور CRICK نے DNA کی ساخت کا ماڈل پیش کیا جس کے مطابق DNA ایک دہرا مرغولہ نما پیچدار (DOUBLE HELIX) ساخت کا حامل ہے جو شکر (DEOXI RIBOSE) فاسفورک ایسڈ اور چار نائٹروجنی BASES پر مشتمل ہے۔ یہ DNA اپنے اندر خفیہ جینیاتی پیغام (GENETIC CODE) رکھتا ہے جس میں توارث سے متعلق تمام معلومات پائی جاتی ہیں۔ ہر شخص کا DNA منفرد ہوتا ہے اور وہ دوسرے شخص کے DNA سے مشابہت نہیں رکھتا۔

DNA ٹائپنگ

ملزم اور مجرم میں فرق نہایت ہی پیچیدہ کام ہے۔ فنگر پرنٹنگ کا طریقہ کار اس سلسلے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے البتہ بعض مقدمات میں فنگر پرنٹ کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ اور برطانیہ میں مجرمان کی شناخت کے لئے DNA ٹائپنگ کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ یہ خیال 1985ء میں ALEC JAFFERYS نے پیش کیا جن کا تعلق LEICESTOR UNIVERSITY سے ہے۔ امریکہ کے ادارے FBI نے ہنگامی بنیادوں پر اس کو ترقی دی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اپنی خدمات پیش کیں۔ وکلاء اور SCIENTISTS نے اسے "مستغیث PROSECUTOR کا خواب" اور فنگر پرنٹنگ کے بعد جرائم کے خلاف جنگ میں ایک اہم سنگ میل قرار دیا۔

DNA ٹائپنگ کے دوران ملزم کے خون کا نمونہ اور مقام جرم سے بال اور خون وغیرہ کے نمونے حاصل کئے جاتے ہیں۔ پھر انہیں علیحدہ علیحدہ رکھ کر ان سے DNA کشید کیا جاتا ہے۔ پھر دونوں D N A کو مختلف مخصوص خامروں سے کاٹا جاتا ہے جس سے مختلف پٹیاں یا DNA BOUDS حاصل ہوتے ہیں۔ ان DNA کی پٹیوں پر RADIOACTIVELABELLED PROBES ڈالے جاتے ہیں جو مشابہت والی جگہوں پر چپک جاتے ہیں اور پھر جب ان DNA BOUDS کو بالائے بنفشی شعاعوں یا الٹرا وائلٹ ریز میں دیکھا جاتا ہے تو یہ پٹیاں چمکتی دکھائی دیتی ہیں۔ اب مقام جرم سے حاصل ہونے والے DNA اور ملزم کے DNA کے مابین مشابہت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ چونکہ ہر شخص کا DNA منفرد ہوتا ہے لہذا دونوں نمونوں میں مشابہت ملزم کو موقعہ واردات پر موجود ثابت کرتی ہے۔ اس ٹیسٹ میں POLYMERASE CHAIN REACTION کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔

سبزیوں کے حیرت انگیز کمالات

عام استعمال ہونے والی سبزیاں جن کے بارے میں طبی تحقیق کا خیال ہے کہ وہ کولیسٹرول (خون میں چربی کی مقدار) اور کینسر پر خاص اثر رکھتی ہیں۔ (ترجمہ و تلخیص حبیب احمد صاحب و فضیل عیاض احمد۔ مدیر تشحیذ)

اپنے باورچی خانے پر ایک نظر ڈالئے شاید یہ ایک دواخانہ بھی ہو۔ کچھ ایسی سبزیاں اور بطور خوراک استعمال ہونے والی اشیاء جو آپ کے باورچی خانے کی زینت ہیں یا گھر میں اگائی جاسکتی ہیں جیسے لہسن (GARLIC)، سیلیری (CELERY) (اجوائن کے پودے)، BROCCOLI ایک قسم کی سبز رنگ کی پھول گوبھی اور سویابین، السی کے بیج اور (GRAPEFRUIT) چکوترہ۔ یہ اشیاء کئی قسم کے کینسر اور دل کے امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔

امریکی سائنسدانوں نے ایسی خوراک کے استعمال کو جو امراض کے لئے کیمیاوی اثرات رکھتی ہے کی حوصلہ افزائی کرنا شروع کی ہے۔

نیویارک سٹی انسٹی ٹیوٹ فار ہارمون ریسرچ کے میڈیکل ڈائریکٹر JON MICHNOVICZ کہتے ہیں کہ بالاخر ہم بھی ان سبزی خوروں اور صحت افزا میووں پر یقین رکھنے والوں کی صف میں شامل ہوگئے ہیں۔

CELERY (سلاد کی قسم)

پودوں کا بطور سلاد استعمال مدت دراز سے ایک کم حراروں والی طبی خوراک کے طور پر ہوتا رہا ہے۔ یونیورسٹی آف شکاگو کے محققین طب نے اپریل میں یہ رپورٹ پیش کی کہ ایسے چوہے جو بلڈ پریشر کا شکار تھے ان کو اس پودے سے تیار شدہ خوراک کا استعمال کرایا گیا جس کے نتیجے میں ان کا بلڈ پریشر کم ہوگیا۔ ان کو اس پودے سے تیار شدہ انجکشن بھی لگایا گیا جس کے نتیجے میں خون میں کولیسٹرول کی مقدار کم ہوگئی۔ اس کے پتوں اور تنے میں بعض غیر ضروری نمکیات بھی پائے جاتے ہیں۔ اجوائن خراسانی کے تنے میں دل کے امراض کو کم کرنے والا مواد ایک مرکب PHTHALID پر مشتمل ہے جو ہلکی سی غنودگی بھی طاری کرتا ہے۔

BROCCOLI (گوبھی کی قسم)

خاندان گوبھی سے تعلق رکھنے والی گوبھی کی ایک

قسم جو ایک ایسے مادے پر مشتمل ہے جو عام طور پر مشہور نہیں ہے جسے INDOLECARBIHOL کہتے ہیں۔ یہ الیسٹروجن کو ختم کرتا ہے جو ایک ایسا ہارمون ہے جو عورتوں کی چھاتیوں میں گلٹیاں پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ سائنسدان یقین رکھتے ہیں کہ BROCCOLI کا ایک کپ انسانی جسم کو INDOLECARBIHOL کی اتنی مقدار فراہم کر دیتی ہے جو اس کے TUMORS پیدا کرنے والے ہارمون ESTROGEN سے حفاظت کرتی ہے۔ ابتدائی تحقیق 50 ایسی عورتوں پر کی گئی جن کو سینے کے کینسر کا سخت اندیشہ تھا۔

BROCCOLI اور اس سے ملتی جلتی سبزیوں میں ایک عنصر BETA CAROTENE پایا جاتا ہے جو پھیپھڑوں اور گلے اور مثانے کو کینسر سے محفوظ رکھتا ہے اور یہی کیمیائی عنصر دل کے ہر حملے سے بھی بچاؤ کرتا ہے۔

ہارورڈ میڈیکل سکول کے محققین نے ایک رپورٹ شائع کی ہے کہ دل کے بند ARTERIES والے مردوں کو جب BETA CAROTENE پر مشتمل خوراک دی گئی تو ان میں سے اکثر کو دل کی امراض کم ہو گئیں۔

GRAPEFRUIT (چکوترہ)

تحقیق کاروں کا خیال ہے کہ PACTINE جو چکوترے کے چھلکے اور گودے کے اردگرد پایا جاتا ہے کولیسٹرول کی مقدار کو کم کرتا ہے۔ یونیورسٹی آف فلوریڈا میں 60 دن تک PACTINE کھلوائی گئی تو ان کے خون میں چربی کی مقدار کم ہو گئی۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق PACTINE بند شریانوں کو کھولنے میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

FLAXSEED (السی کے بیج)

ایک لمبا عرصہ تک امریکہ میں انہیں نظر انداز کیا جاتا رہا۔ FLAX اناج کی ایک قسم ہے جس میں ایک قسم کا چکنائی رکھنے والا تیزاب پایا جاتا ہے جو مچھلی کے تیل میں پائے جانے والے تیزاب سے مشابہہ ہوتا ہے۔ یہ جزو جو LINOLENIC ACID کہلاتا ہے جسم کی PROSTSLAMDIN نامی رطوبت کو روکتا ہے جو ہارمون جیسی رطوبت ہے اور جسم میں TUMORS کے پیدا کرنے میں ممد ثابت ہوتی ہے۔

LINOLENIC ACID کے تجربات جانوروں پر تو کئے جا چکے ہیں لیکن ابھی انسانوں پر نہیں کئے گئے۔ تاہم LINOLENIC ACID دمہ جوڑوں کے دردوں اور PSORAISIS کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار بن سکتا ہے۔ یورپین اور کینیڈین باشندے اپنے کھانے میں اور ڈبل روٹی میں السی کے بیجوں کی ایک کثیر مقدار استعمال کرتے ہیں اور امریکہ میں بھی ڈبل روٹی بنانے والے چند ادارے اسی اناج کو استعمال کرتے ہیں۔

GARLIC (لہسن)

تلخ خوشبو رکھنے والا "یہ گلاب" اسپرین کی طرح بلڈ پریشر کو کم کرنے اور خون میں لوتھڑوں کے پیدا ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔

حال ہی میں جرمنی میں کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لہسن کے استعمال کے نتیجے میں خون میں چربی خاطر خواہ کم ہوئی جس میں کولیسٹرول میں کمی بھی شامل ہے اور یہ کمی ان لوگوں میں دیکھی گئی جنھوں نے لہسن کے ایک جوے کے برابر لہسن روزانہ استعمال کیا۔ لہسن میں اثر کرنے والے اجزا غالباً سلفر (گندھک) کے مرکبات ہیں جنھوں نے لسن کو یہ امتیازی خوبی دلائی ہے۔ مزید تحقیقات کے مطابق یہ پتہ چلا ہے کہ سلفر کے مرکبات معدہ کے کینسر کو روکتے ہیں۔ لہسن کو کچا استعمال نہیں کیا جاتا لیکن اس کو بھوننے یا تیز گرم کرنے سے اس کے اجزا ضائع ہو جاتے ہیں۔ کچے لہسن کو کھانا بہت بدبو پیدا کرتا ہے لیکن ایک جرمن نژاد فرم نے ایک گولی مارکیٹ میں متعارف کرائی ہے جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی بو نہیں۔

SOYABEAN (سویا بین)

ایشین دستر خوان کا ایک اہم جزو سویا بین ہے۔ اس کو ابالا جا سکتا ہے۔ اس کو ڈبوں میں بند کر کے بیچا

بقیہ ص 38 پر

بقیہ از صفحہ 40

4. HIGH ALTITUDE TREKKING AND BACK PACKING COURSE (HT-1)

23 اگست تا 6 ستمبر 1991ء

ممبرز

1- حامد احمد- گروپ لیڈر

2- محمد جمیل- پشاور

3- ناصر الدین- پشاور

4- عمران الحق- لاہور

5- رضی الدین- لاہور

6- عبد الرحمن- لاہور

ٹریک:- پشاور، گلگت، سکردو، دیوسائی، پلین، چلم چوکی، گوریکوٹ، چورت، ترشنگ، روپل، نانگا پربت بیس کیمپ، مزینو پاس (17640)، لوئبہ، زنگوٹ، دیامیرو، بنر فارم (قراقرم ہائے وے) پشام، مینگورہ سوات، مردان پشاور

اس ٹریک میں دنیا کی بلند ترین سطح مرتفع میں سے ایک یعنی دیوسائی پلین اور بلند ترین دروں میں سے ایک درے یعنی مزینو پاس سے گزرے۔ دیوسائی میں 30 کلومیٹر اور مزینو ٹریک 140 کلومیٹر۔

5. BASIC HIKING AND CAMPING COURSE (CH-2)

6 اکتوبر تا 8 اکتوبر

ممبرز

1- حامد احمد- گروپ لیڈر

2- احتشام الحق ملک- قائد علاقہ سرحد

3- شیخ محمد انور- قائد علاقہ ملتان

4- عظمت شہزاد- قائد علاقہ فیصل آباد

ٹریک:- پشاور، مردان، سینگورہ، مالم جبہ، کلام ایشر، ایشگل، مہوڈنڈ لیک، ایشگل، کلام، مردان، پشاور

کل ہائیکنگ:- 25 کلومیٹر

تمام PARTICIPANTS کو کلب کی طرف سے CERTIFICATES OF PARTICIPATION دیئے جا رہے ہیں۔

(ناظم ہائیکنگ کلب پاکستان)

کافرستان
حسین وادیوں کی سرزمین

(بشکریہ سائنس ڈائجسٹ ۹۰ء)

قسطِ آخر

ٹوپی

یہاں کی سیاہ پوش دوشیزائیں قدرتی موتیوں کے زیوروں سے لدی ہوئی سیاہ رنگ کی ٹوپیاں پہنے نظر آتی ہیں۔ اون کی بنی ہوئی اس ٹوپی کو رنگارنگ اقسام کی اشیاء بٹنوں، سیپیوں اور پھلوں کی گھٹلیوں سے سجا کر رکھتی ہیں۔ ان اشیاء کو ٹوپی کے اوپر والے حصے یعنی "کوپا" سے باندھ کر رکھتی ہیں۔ اسی ٹوپی کو پرندوں کے پروں اور دھات کی گھنٹیوں اور دوسری ریزہ وغیرہ اشیاء سے سجانے کی وجہ سے ٹوپی کا وزن دو پونڈ تک ہو جاتا ہے۔ عورتیں ٹوپی کو مزید سجانے کے لئے جنگلی پھول بھی استعمال کرتی ہیں۔ اس ٹوپی کو "کوپس" کہتے ہیں۔ مرد اونی پٹی کی بنی ہوئی شلوار اور قمیص پہنتے ہیں اور سر پر چھوٹی سی اونی ٹوپی رکھتے ہیں۔ بڑی ٹوپی کو پکول کہتے ہیں جس میں خوبصورتی کے پھول اور پتے رکھتے ہیں۔

تقسیم کار

کافر سوسائٹی نے اپنے روزمرہ کے کام آپس میں تقسیم کر لئے ہیں۔ عورت کا کام جنگل سے جلانے کی لکڑیاں لانا، آٹا پیسنا، کھانا پکانا، بچوں کی پرورش، فصل میں نلائی کرنا، پانی دینا، فصل کاٹنا، کھڈی پر کپڑا بننا اور ٹوکریاں بنانا ہے۔ جب کہ مرد کا کام مکھن، گھی، پنیر جمع کرنا، کھیتی باڑی، گھر کی اشیائے ضرورت خریدنا اور دیگر جسمانی کام کرنا ہے۔

عورت کا مقام

کالاش سوسائٹی میں عورت کو بہت کم تر مقام حاصل ہے۔ انہیں مقدس مقامات پر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ بھیڑ بکریوں کے نزدیک جانے اور دودھ دوہنے کی ممانعت ہے۔ گھر کے جس حصے

میں گھریلو سامان رکھا جاتا ہے عورتوں کو اس حصے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ عورتیں بہتے پانی میں ہاتھ دھوئے بغیر کسی چیز کو چھونے کی مجاز نہیں کیونکہ اس سوسائٹی میں عورت کو نجس تصور کیا جاتا ہے۔ اس لئے جو پاک مقامات ہیں یا جن چیزوں کو پاک رکھنا مقصود ہو تو ان تک عورتوں کی رسائی ممنوع ہے۔ جو عورت حیض کی حالت میں یا پیٹ میں بچہ ہو مر جائے تو وہ قبرستان سے الگ دفن کی جاتی ہے۔ اس کی تجہیز و تکفین میں مرد حصہ نہیں لیتے۔ صرف عورتیں یہ کام سرانجام دیتی ہیں۔ اس طرح مری ہوئی عورتوں کے لئے کوئی تقریب منعقد نہیں کی جاتی کیونکہ ان کو بڑا بدقسمت اور منحوس سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں کے کھانے پینے کے برتن مردوں سے الگ ہوتے ہیں۔ یہ اپنا آئینہ اور کنگھی گھر میں نہیں رکھ سکتیں بلکہ باہر کسی دیوار یا پتھر کے نیچے رکھتی ہیں۔

بشالینی

یہ اس مخصوص کوٹھا نما عمارت کا نام ہے جہاں عورتیں خاص ایام ممنوعہ یا ایام زچگی کے دوران قیام کرتی ہیں۔ کوئی بھی عورت ماہواری کے ایام اور زچگی کے دوران گھر میں نہیں رہ سکتی۔ یہ عمارت گاؤں سے تھوڑے سے فاصلے پر ندی یا دریا کے کنارے بنائی جاتی ہے۔ بشالینی میں قیام کے دوران بیمار خاتون کی رشتہ دار خواتین ان کے لئے سبزیاں، گوشت اور آٹا یہاں پہنچاتی ہیں جہاں یہ خاتون اپنے لئے خود کھانا تیار کرتی ہے۔ زچگی کے وقت اس کی کوئی رشتہ دار خاتون اس کی مدد کے لئے آتی ہے۔ بشالینی میں داخل ہونے سے پہلے وہ نہاتی ہے اور بچہ جننے میں مریضہ کی مدد کرتی ہے۔ بچہ کی پیدائش کے بعد وہ باہر نکل کر دریا پر پھر نہاتی ہے اور گاؤں میں بچے کی پیدائش کی اطلاع دیتی ہے۔ بشالینی میں قیام کے دوران کسی قسم کا کام کرنے پر یا بشالینی سے باہر آنے پر سخت پابندی ہوتی ہے۔ کوئی مرد یا عورت ایسے مکان سے نہیں گزر سکتا۔ اگر کوئی خاص حدود سے آگے جائے تو پھر اسے بکری کی قربانی دینی پڑتی ہے۔

شادی

شادی کے لئے لڑکی کی عمر چودہ پندرہ برس اور لڑکے کے لئے سولہ سترہ برس مقرر ہے۔ زیادہ شادیوں کا رواج ہے۔ ایک مرد چار پانچ شادیاں کر سکتا ہے کیونکہ ایک بیوی والا غریب آدمی سمجھا جاتا ہے اور اس کا رتبہ معاشرے میں کم تر سمجھا جاتا ہے۔ بیوی اگر لڑکی کو جنم دے تو وہ گھر سے باہر بشالینی میں 20 دن اور اگر لڑکا پیدا کرے تو 21 دن گذارتی ہے۔

داری

یہ ان کی خاص رسم ہے جو آپس میں دوست بننے کے لئے ادا کی جاتی ہے۔ دوستی میں بڑے سخت اور شدت پسند لوگ ہیں۔ بکرے کو ذبح کر کے

اس کے گردے کھالیتے ہیں۔ اس کا تصور کچھ یوں ہے کہ "داری رسم" سے بنے ہوئے بھائی قیامت تک بھائی ہی رہتے ہیں۔ اپنوں کے علاوہ غیروں کو بھی بھائی اور دوست بنا سکتے ہیں۔

زیورات

بقول احمد خان صاحب دیکھنے میں کالاش خاتون اتنی سجی دھجی ہوتی ہے کہ اس پر کسی آسمانی مخلوق کا گمان ہوتا ہے۔ کوپھس جو کہ خوش نما کوڑیوں سے سجی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے بالوں کی لٹ جو گوندھی ہوئی ہوتی ہے چھوٹے موٹے خوش نما زیورات اور گھنٹیوں سے سجی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے گلے میں زرد، گلابی اور سرخ رنگ کے خوش نما ہار اور مالائیں بڑی مقدار میں ہوتی ہیں۔ ہاتھ کے کنگن بھاری پیتل کے ہوتے ہیں۔ ہر کالاش عورت کے گلے میں نیکلس (او گئی) ہوتی ہے جو کافی زیور ہے۔ موتیوں کی مالا کے علاوہ لباس پر مالا نما زنجیریں کافی تعداد میں ٹانکی جاتی ہیں جن کے ساتھ چھوٹے چھوٹے گھنگھرو اور ٹانکی جاتی ہیں جو کالاش عورت کے چلتے قدموں کے ساتھ ساتھ خوبصورت موسیقی پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پتھروں کی مالائیں اور ہڈی کے خوش نما ٹکڑوں کو بھی مالا میں پرو کر گلے میں پہن لیتی ہیں۔

رسومات

منگنی کی شادی۔ منگنی کی شادی لڑکے اور لڑکی کے والدین کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ اس قسم کی شادی پر زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ کوئی شخص اپنی بیوی کے والدین کو جتنا چاہے دے سکتا ہے۔ بعض اوقات لڑکی کے والدین خود لڑکے کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے لئے اتنی رقم یا جنس لاؤ۔ اس کے بعد لڑکی رقص و سرود کے ساتھ دولہا کے گھر رخصت کردی جاتی ہے۔

ٹوالی

یہ ایک عجیب و غریب شادی ہے اور وہ یوں کہ اگر کوئی کسی لڑکی کو اغوا کرے یا بھگا لے تو ایسی صورت میں شادی تو آسانی سے ہو جاتی ہے کیونکہ ان کے معاشرہ میں یہ بات بری نہیں سمجھی جاتی بشرطیکہ لڑکی غیر شادی شدہ ہو۔ لیکن اگر لڑکی شادی شدہ ہو تو مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا حل "ودگ" یعنی جرمانہ ہے۔ جرمانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مرد جس کی یہ لڑکی بیوی تھی وہ اپنے دیئے ہوئے مال کا دوگنا وصول کرتا ہے۔ مثلاً اس نے اپنی بیوی کو ایک سو روپے دیئے تھے تو وہ دو سو روپے لے گا۔ ایک بیل کے بدلے میں دو بیل لے گا۔ دو من گھی کے بدلے میں چار من گھی وصول کرے گا۔ ٹوالی بری بات نہیں بشرطیکہ لڑکی غیر شادی شدہ ہو اور لڑکی بھی تب بھاگے جب بچہ پیدا نہ ہوا ہو۔ بچے کے بعد کی کوئی بات آج تک ریکارڈ پر نہیں ہے ہاں اگر "ودگ" دینے کے قابل نہ ہو یا بیوی والا لینا

نہ چاہے تو وہ اس کے بدلے بھگانے والے کی بیوی کو اغوا کر سکتا ہے لیکن اس میں لڑکی کی رضامندی شرط ہے۔ کافرستان میں سب سے بڑی بات رضامندی ہے۔ بالغ لڑکے اور لڑکی کے ملاپ کو ان کا حق تصور کیا جاتا ہے۔ یہ ان کی آزادی کا حق ہے۔ اگر اسی حال میں بچے پیدا ہو جائیں تو اس کا برا نہیں منایا جاتا۔

رقص اور موسیقی

کالاش زندگی میں انگوری شراب پینا، ناچنا، گانا اور عیش کرنا بنیادی چیزیں ہیں۔ کالاش لوگ جب بھی اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہو جاتے ہیں تو آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں۔ بانسریاں بجاتے ہیں، ڈھول بجاتے ہیں اور رقص کرتے ہیں۔ رقاص لڑکیاں ٹولیوں میں بٹ کر رقص کرتی ہیں۔ ان کا ساز اور دھن بڑا زور دار ہوتا ہے مگر ان کا ناچ بڑا دھیما ہوتا ہے۔ رقص کے میدان کو روغنی لکڑیوں کی روشنی سے روشن کرتے ہیں۔

موت

اگر کوئی کالاش مر جائے تو کالاش لوگ اس کے رشتہ داروں کے ساتھ خوشی مناتے ہیں۔ خوشی منانے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے جسم میں روح قید ہوتی ہے۔ جب انسان مر جاتا ہے تو روح آزاد ہو جاتی ہے۔ کسی کے مرنے پر مردہ کو تین روز تک کالاش مندر میں رکھا جاتا ہے اور کالاش لوگ میت کے گرد گول دائرہ کی شکل میں رقص کرتے ہیں۔ ماتمی گیت گاتے ہیں۔ مرنے والے کی بہادری اور سخاوت کے گیت گاتے ہیں۔ کالاش لوگ روایتی طور پر اپنے مردوں کو لکڑی کے ایک صندوق میں بند کر دیتے ہیں اور پھر اس تابوت کو کھلے طور پر قبرستان میں رکھ کر اس پر بڑے بڑے پتھر رکھ دیتے ہیں۔ مردوں کو ان کے کپڑوں سمیت ہی دفن کر دیا جاتا ہے اور عورتوں کی ان کی آرائش کی چیزوں مثلاً ہاروں، موتیوں کی لڑیوں وغیرہ کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔

پتلا سازی

اپنے احساس برتری کی تسکین کے لئے کالاش لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے باپ، دادا کا لکڑی کا پتلا بنا لیتے ہیں تاکہ اس کا احترام کیا جا سکے اور اس کی سماجی پوزیشن تسلیم کر لی جائے۔ وہ مذکورہ پتلا بنانے کے لئے وسیع انتظام کرتے ہیں۔ تمام گاؤں کے لوگوں کے لئے بکرے ذبح کرتے ہیں۔ پنیر، گھی اور پھل فراہم کرتے ہیں۔ دعوت کے بعد پتلا جس پر وہ متوفی سوار ہو کر دکھایا جاتا ہے گاؤں کے راستے میں کھڑا کروا دیا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح مرنے والے کی روح خوش رہتی ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ کافر لوگوں کے چار بڑے بڑے مذہبی تہوار بھی ہیں۔

1۔ چلیم جوشٹ

یہ موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔ تمام وادیوں

میں ایک ہی دن شروع ہوتا ہے۔ یہ موسم بہار میں مئی کے مہینے میں شروع ہوتا ہے۔ شروع ہونے کی مقررہ تاریخ بارہ سے پندرہ مئی ہے۔ اس تہوار میں لوگ ایک وسیع میدان میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پہلے وہ اپنی عبادت گاہ میں جا کر عبادت کرتے ہیں اور بعد میں واپس اسی میدان میں آکر گانا گاتے ہیں، ناچتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ کالاش لوگوں کی عید ہوتی ہے۔ چونکہ کافرستان میں بہار مئی کے مہینے میں شروع ہو جاتی ہے اسی لئے یہ بہار کی خوشی مناتے ہیں۔ اس جشن میں دوسرے مذاہب کے لوگ بحیثیت تماشائی شریک ہو سکتے ہیں۔

2۔ اوچل

یہ ایک خاص تہوار ہے۔ چیلم جوشٹ والے میدان میں منایا جاتا ہے۔ جب گندم کی فصل پک جائے اور کٹائی کا آغاز کرتے ہیں تو یہ تہوار مناتے ہیں۔ کٹائی کے دوران وقفوں وقفوں سے ناچتے ہیں۔

3۔ بوڑ

یہ خزاں کے موسم میں ماہ ستمبر میں مناتے ہیں اور یہ صرف وادی بریر میں منایا جاتا ہے۔ بریر میں جب انگور اور اخروٹ پک جاتے ہیں اور بکریوں کو چراگاہوں سے واپس لے آتے ہیں تو انگوروں کی شراب تیار کی جاتی ہے۔ جی بھر کر پیتے ہیں۔ خوب رقص کرتے ہیں اور گاتے ہیں۔ بقول لودھی صاحب اسی تہوار کے ساتھ کافر لوگوں کی ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور دلچسپ رسم کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ چرواہوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت، قوی اور جوشیلے جوان کا انتخاب کیا جاتا ہے جسے "بڈالک" کہتے ہیں۔ گرمی کے مہینوں کے دوران اسے پہاڑ پر بھیج دیا جاتا ہے جہاں اسے خاص خوراک دودھ اور مکھن وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ چراگاہوں سے بکریوں کے قافلوں کی واپسی پر "بڈالک" پہاڑوں سے نیچے اتار کر گاؤں میں لایا جاتا ہے...... یہ ایک نہایت قدیم رسم ہے جسے بہت سے کافر چھوڑ چکے ہیں۔

4۔ جوشی

یہ میلہ موسم بہار کا میلہ جو بیس مئی سے شروع ہوتا ہے اور تین دن تک منایا جاتا ہے۔ مرغزاروں سے پھول چن لئے جاتے ہیں اور دوستوں اور رشتہ داروں کو پیش کرنے کے لئے ان کے ہار اور گلدستے بنائے جاتے ہیں۔ دودھ تقسیم کیا جاتا ہے۔ بکریوں کو ذبح کیا جاتا ہے اور سب مل کر ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ کالاش لوگوں کے توہمات یہ ہیں۔

چاند: چاند گرہن اس وقت لگتا ہے جب چاند کا چھوٹا بھائی چیتا غصے میں آکر چاند پر حملہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ چاند نے اپنے باپ کی وراثت میں چیتے سے زیادہ حصہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔

جب نیا چاند دیکھتے ہیں تو فوراً چاندی یا بکری کا دودھ دیکھتے ہیں۔

زلزلہ: زلزلے اسی وقت آتے ہیں جب اس بیل کی ناک، کمر یا کان پر کوئی مکھی آبیٹھے جس نے اپنے دو سینگھوں پر ساری زمین کو اٹھا رکھا ہے۔ جب زلزلہ آتا ہے تو آگ میں آٹا ڈال دیا جاتا ہے۔

خراب موسم: موسم اسی وقت خراب ہوتا ہے جب ناپاک چیزیں مثلاً عورت، مرغی اور انڈے وغیرہ متبرک مقامات مثلاً دیوتاؤں کے مندروں کے پاس پہنچ جائیں۔ مردے کے ساتھ دو روٹیاں، جن اور پریوں کے کھانے کے لئے رکھ دی جاتی ہیں۔

قوس قزح: اس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ جس جگہ پر آکر اس کا سرا ختم ہوتا ہے وہاں جنگ ہوگی یا کوئی مصیبت نازل ہوگی۔

مقدس مہینے: اگر کوئی مارچ، اپریل اور مئی کے مہینے میں مر جائے تو اسے مقدس خیال کرتے ہیں۔

مجموعی اخلاق

بڑے ملنسار لوگ ہیں۔ سب مل جل کر کام کرتے ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو سب تیمارداری کرتے ہیں۔ کوئی بھوکا نہیں رہتا، نادار اور مریضوں کے بال بچوں کو گاؤں والے کھانا کھلاتے پلاتے ہیں۔ مذہب تبدیل ہونے کے ساتھ نسل اور رشتہ ختم نہیں ہوتا۔ باپ کافر بیٹا مسلمان، ایک بھائی مسلمان ایک کافر مگر رہتے ہیں ایک گھر میں۔ عورتوں کو گھومنے اور گانے کی مکمل آزادی ہے۔ روپوش ہونا ان کا دستور نہیں۔ چوری نہیں کرتے، جھوٹ نہیں بولتے، قتل کے نام سے تو ناآشنا ہیں، مہمان نواز ہیں۔ لڑنے جھگڑنے والے لوگ نہیں ہیں۔

کالاش لوگوں کے نام

مردانہ: بودک، اژور، کاسم خان، گل ایج، اپی، چائے، رینگو، ترہ ہو، باہوب، جرمن، جناح، دینار، میموں

زنانہ: شنگل، آراسنی، جوز بی بی، اسانلی، سیچوں بی بی، شیرین

گل، سر آفتاب۔ (بشکریہ سائنس ڈائجسٹ 1990ء)

تقریب شادی

مورخہ ۹ جنوری ۱۹۹۲ء کو مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب کی شادی ہمراہ عزیزہ وردۃ الملک صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب عمل میں آئی۔ انکے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۱ ستمبر ۱۹۹۱ء کو لندن میں فرمایا تھا۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی ربوہ نے دعا کروائی۔

۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء کو دعوت ولیمہ ہوئی جس کے اختتام پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کروائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حسن انتخاب

دل لیجئے حاضر ہے لیکن مجھے یہ ڈر ہے
میرا نہ ہوا جب یہ تو آپ کا کیا ہوگا
(ذوالفقار علی گوہر)

تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے
وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے
(فیض احمد فیض)

اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے
یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے
(جگر مراد آبادی)

کچھ یادگارِ شہر ستمگر ہی لے چلیں
آئے ہیں اس گلی میں تو پتھر ہی لے چلیں
یوں کس طرح کٹے گا کڑی دھوپ کا سفر
سر پر خیال یار کی چادر ہی لے چلیں
(ناصر کاظمی)

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں
ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں
غمِ دنیا بھی غمِ یار میں شامل کر لو
نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں
(احمد فراز)

دنیا میں سب سے زیادہ.....

○ دنیا میں سب سے زیادہ شائع ہونے والا ہفت روزہ امریکی جریدہ "ٹی وی گائیڈ" ہے جو 1974ء میں اس وقت تاریخ کا منفرد جریدہ بن گیا جب اس کی ایک ارب کاپیاں فروخت ہوئی تھیں۔

○ دنیا کا ایک اور سب سے زیادہ پڑھا جانے والا رسالہ "ریڈرز ڈائجسٹ" ہے۔ اس کے 39 بین الاقوامی ایڈیشن 15 مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ ہر ماہ اس کی دو کروڑ 80 لاکھ کاپیاں شائع ہوتی ہیں۔

○ اب تک شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد میں سب سے زیادہ وزنی رسالہ "برائیڈز" کا فروری، مارچ 1990ء کا شمارہ ہے جو 1043 صفحات پر مشتمل تھا۔

○ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک روس ہے۔ اس کا کل رقبہ 86 لاکھ 49 ہزار 500 مربع میل ہے۔ گویا پوری دنیا کے کل زمینی علاقے میں سے 15 فی صد روس کے پاس ہے۔ (یہ تحریر 20 دسمبر سے پہلے کی ہے)

○ دنیا کا سب سے چھوٹا آزاد ملک "ویٹیکن سٹی" ہے۔ اس کا کل رقبہ 108 ایکڑ ہے۔

○ دنیا کی سب سے طویل اور مسلسل سرحد کینیڈا اور امریکہ کے درمیان ہے۔ یہ سرحد 3 ہزار 9 سو 87 میل لمبی ہے۔

○ چین دنیا کا وہ ملک ہے جس کی سرحدیں سب سے زیادہ (یعنی 13) ملکوں سے ملتی ہیں۔

○ دنیا کی آبادی میں روزانہ اوسطاً 2 لاکھ 70 ہزار نفوس کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ گویا ایک منٹ میں 2 سو افراد جنم لیتے ہیں۔

○ دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والا ملک چین ہے اور سب سے کم آبادی والا ملک ویٹی کن سٹی ہے۔ (روم میں)

○ دوسری جنگ عظیم کے بعد اب تک 125 جنگیں ہو چکی ہیں جن میں 4 کروڑ افراد لقمہ اجل بنے ہیں۔ (ریڈیو رپورٹ)

سپورٹس

کھیل کے میدان سے

کرکٹ

آج کل کرکٹ پر بہار آئی ہوئی ہے۔ کرکٹ کھیلنے والے تمام ممالک عالمی کپ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ہر ٹیم نئے نئے تجربات کر رہی ہے۔ کسی جگہ پاکستان سری لنکا سے تو کہیں برطانیہ نیوزی لینڈ سے، کہیں بھارت آسٹریلیا سے تو ویسٹ انڈیز بھارت سے مقابلہ کرتی نظر آ رہی ہے گویا آج کل کرکٹ اپنے جوبن پر ہے۔ ہر ٹیم عالمی کپ جیتنے کی خواہش مند ہے۔ اس بات کا فیصلہ تو بہر حال 25 مارچ کو ہوگا کہ عالمی کپ کس ملک کے حصہ میں آتا ہے۔ عالمی کرکٹ کپ کے مقابلوں کا پروگرام اس طرح سے ہوگا۔

22 فروری (ڈے، نائٹ) برطانیہ بمقابلہ بھارت (پرتھ)

22 فروری نیوزی لینڈ بمقابلہ آسٹریلیا (آکلینڈ)

23 فروری پاکستان بمقابلہ ویسٹ انڈیز (میلبورن)

23 فروری سری لنکا بمقابلہ زمبابوے (نیو پلے ماؤتھ)

24 فروری سری لنکا بمقابلہ نیوزی لینڈ (ہیملٹن)

26 فروری (ڈے، نائٹ) آسٹریلیا بمقابلہ جنوبی افریقہ (سڈنی)

26 فروری پاکستان بمقابلہ زمبابوے (ہوبرٹ)

27 فروری (ڈے، نائٹ) برطانیہ بمقابلہ ویسٹ انڈیز (میلبورن)

28 فروری بھارت بمقابلہ سری لنکا (میکے)

29 فروری ویسٹ انڈیز بمقابلہ زمبابوے (برسبن)

29 فروری نیوزی لینڈ بمقابلہ جنوبی افریقہ (آکلینڈ)

1 مارچ بھارت بمقابلہ آسٹریلیا (برسبن)

1 مارچ پاکستان بمقابلہ برطانیہ (ایڈیلیڈ)

2 مارچ سری لنکا بمقابلہ جنوبی افریقہ (ولینگٹن)

3 مارچ نیوزی لینڈ بمقابلہ زمبابوے (NAPIER)

4 مارچ (ڈے، نائٹ) پاکستان بمقابلہ بھارت (سڈنی)

5 مارچ آسٹریلیا بمقابلہ برطانیہ (سڈنی)

6 مارچ جنوبی افریقہ بمقابلہ نیوزی لینڈ (کرائسٹ چرچ)

7 مارچ آسٹریلیا بمقابلہ سری لنکا (ایڈیلیڈ)

7 مارچ بھارت بمقابلہ زمبابوے (ہیملٹن)

8 مارچ پاکستان بمقابلہ جنوبی افریقہ (برسبن)

8 مارچ نیوزی لینڈ بمقابلہ ویسٹ انڈیز (آکلینڈ)

9 مارچ برطانیہ بمقابلہ سری لنکا (BALLART)

10 مارچ زمبابوے بمقابلہ جنوبی افریقہ (کیمبرا)

10 مارچ بھارت بمقابلہ ویسٹ انڈیز (ولینگٹن)

11 مارچ (ڈے، نائٹ) پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا (پرتھ)

12 مارچ (ڈے، نائٹ) برطانیہ بمقابلہ جنوبی افریقہ (میلبورن)

13 مارچ ویسٹ انڈیز بمقابلہ سری لنکا (بیری)

14 مارچ آسٹریلیا بمقابلہ زمبابوے (ہوبرٹ)

15 مارچ بھارت بمقابلہ جنوبی افریقہ (ایڈیلیڈ)

15 مارچ پاکستان بمقابلہ سری لنکا (پرتھ)

15 مارچ نیوزی لینڈ بمقابلہ برطانیہ (ولینگٹن)

18 مارچ (ڈے، نائٹ) آسٹریلیا بمقابلہ ویسٹ انڈیز (میلبورن)

18 مارچ برطانیہ بمقابلہ زمبابوے (ALBURY)

18 مارچ پاکستان بمقابلہ نیوزی لینڈ (کرائسٹ چرچ)

21 مارچ پہلا سیمی فائنل (آکلینڈ)

22 مارچ دوسرا سیمی فائنل (سڈنی)

25 مارچ فائنل (میلبورن)

ہاکی

14ویں چمپئنز ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ جو 20 فروری 92ء سے 28 فروری 92ء تک کراچی میں کھیلا جائے گا۔ یہ ٹورنامنٹ سنگل لیگ کی بنیاد پر ہوگا۔ ہر ٹیم ایک دوسرے کے خلاف کھیلے گی۔ لیگ میں پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیموں کا مقابلہ 28 فروری کو ہوگا۔ اسکی فاتح ٹیم چمپئین آف چمپئنز قرار دی جائے گی۔ اس طرح تیسری، چوتھی اور پانچویں اور چھٹی پوزیشن کے لئے میچز ہوں گے۔

پروگرام حسب ذیل ہے۔

20 فروری برطانیہ VS پاکستان، جرمنی VS آسٹریلیا، ہالینڈ VS فرانس

21 فروری آسٹریلیا VS ہالینڈ، فرانس VS پاکستان

22 فروری برطانیہ VS جرمنی

23 پاکستان VS ہالینڈ آسٹریلیا VS برطانیہ، جرمنی VS فرانس

24 پاکستان VS آسٹریلیا

25 جرمنی VS ہالینڈ فرانس VS برطانیہ

26 آسٹریلیا VS فرانس، ہالینڈ VS برطانیہ

28 فروری فائنل اور دوسری پوزیشنز کے لئے میچز

متفرق خبریں

سکوائش کے عظیم کھلاڑی پاکستان کے جہانگیر خان ایک مرتبہ پھر عالمی نمبر ایک بن گئے۔

ایلن بارڈر سب سے زیادہ ٹیسٹ کھیلنے والے کھلاڑی بن گئے ہیں۔ اس سے پہلے یہ ریکارڈ بھارت کے ریکارڈ ساز کھلاڑی سنیل گواسکر کے پاس تھا۔

فیصل آباد ٹیسٹ میں کھلاڑیوں کے ایل بی ڈبلیو ہونے کا ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم ہوا ہے۔

بقیہ از ص 29

جاسکتا ہے اور اس کا دہی (BEAN CURD) بھی بنایا جاسکتا ہے۔ گزشتہ سال BRONX VETERANS AFFAIRS MEDICLE CENTER اور MOUNT SINAI SCHOOL OF MEDICINE کے تحقیق کاروں نے یہ دیکھا کہ LECITHINE جو سویا بین میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہے وہ جگر کو شراب کے برے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے اور ایک اور جز ISOFLAVONES کا جب جانوروں پر تجربہ کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ جانوروں میں جگر کا کینسر کم کرتا ہے۔ (بشکریہ ٹائم انٹرنیشنل 1991ء)

بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیبِ نسواں

ہائیکنگ کلب پاکستان کی پہلی سالانہ رپورٹ

یہ کلب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کی روشنی میں محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے قائم فرمایا۔ اصولی طور پر اس کلب کے قیام کا فیصلہ 28 مئی 1991ء کو ہوا۔ اس کے بعد کلب کے لئے ضروری سامان خریدنے کے بعد آخر جون میں کلب نے باقاعدہ کام شروع کر دیا۔ اس وقت کلب کے پاس 10، 12 افراد کے گروپ کو ہائیکنگ کے لئے بھیجنے کا مکمل سامان موجود ہے۔ الحمدللہ

اس سال کلب کے بہت لیٹ قیام کی وجہ سے تیاری کا صحیح موقع نہ مل سکا۔ اس کے باوجود خدا کے فضل سے کلب نے 5 کورسز منعقد کئے جن سے 36 خدام نے فائدہ اٹھایا۔ یہ خدام پشاور، کوہاٹ، راولپنڈی، اسلام آباد، ربوہ، لاہور، ملتان اور فیصل آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ ہر کورس کا پروگرام اس طرح ہوتا تھا کہ پہلا دن پشاور میں ORENTATION کے لئے ہوتا تھا۔ اس دن مندرجہ ذیل عناوین پر مختصر بریفنگ دی جاتی۔

1. INTRODUCTION TO WILDERNESS AND OUT DOOR.

2. FIRST AID

3. TRAVEL TECHNIQUES AND SNOW CLIMBING.

4. FEW USEFUL KNOT FOR HIKER

5. BASIC CAMPING SKILLS

6. CLOTHINGS AND EQUIPMENT

7. FOOD AND NUTRATION

8. EXPEDITION BEHAVIOR

9. ENVIROMENTAL ETHICS.

10. LEADER SHIP

11. EVALUATION

12۔ سفر پر جانے، چڑھائی پر چڑھنے اور اترنے کی مسنون دعائیں۔

اس میں سے پریکٹیکل پارٹ راستے میں مکمل کر دیا جاتا۔ اس کے بعد اگلے دن ٹریکنگ کے لئے جاتے۔

کورسز کے دوران بالعموم تمام نمازیں پورے اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کی جاتیں اور راستے میں 5 ہزار کے قریب گولیاں مقامی لوگوں میں تقسیم کیں۔ بے شمار

مریض دیکھے۔ اکثر نے گروپ کے اخلاق، اپنے دین سے لگاؤ اور گروپ کی تنظیم کی کھل کر تعریف کی۔ الحمدللہ

کورسز کا مختصر جائزہ

1. BASIC HIKING AND CAMPING COURSE (CH-1)

26 جون تا 3 جولائی

اس میں مندرجہ ذیل ممبرز نے حصہ لیا۔

1۔ محمد جمیل۔ گروپ لیڈر
2۔ خالد سعید۔ ڈپٹی لیڈر
3۔ انوار احمد۔ پشاور
4۔ لطف الرحمن۔ پشاور
5۔ تقی الدین۔ پشاور
6۔ افتخار الدین۔ پشاور
7۔ صاحبزادہ غرحان لطیف۔ کوہاٹ
8۔ عبید رستم۔ راولپنڈی
9۔ عدنان اسلم۔ پشاور
10۔ نعیم احمد۔ پشاور

ٹریک:۔ پشاور، ایبٹ آباد، بالاکوٹ، کیوائی، شوگرن، پیپرنگ، سری پایہ، مکڑہ بیس، شوگران کیوائی، ناران، سیف الملوک، ناران، پشاور

کل ہائیکنگ:۔ 55 کلومیٹر

2. BASIC TREKKING AND BACK PAKING COURSE-I (TK-1)

16 جولائی تا 24 جولائی 1991ء

اس میں مندرجہ ذیل ممبرز نے حصہ لیا۔

1۔ حامد احمد۔ گروپ لیڈر
2۔ فہیم احمد۔ ڈپٹی لیڈر
3۔ صاحبزادہ خالد لطیف۔ پشاور
4۔ انعام الحق۔ پشاور
5۔ نعمان الحق۔ پشاور
6۔ شبیر حسین۔ پشاور
7۔ صاحبزادہ منظور احمد۔ پشاور
8۔ طارق سعید۔ پشاور

ٹریک:۔ پشاور، مظفر آباد، دواریاں (نیلم ویلی)، دورے بند، کلاں، ڈھیریاں، سرلیک، رتی گلی (13585 فٹ)، بوراوائی، ناران سیف الملوک پشاور

کل ٹریننگ:۔ 85 کلومیٹر

3. BASIC TREKKING AND BACK PAKING COURSE-II (TK-2)

3 اگست تا 12 اگست 1991ء

ممبرز

1۔ حامد احمد۔ گروپ لیڈر
2۔ صاحبزادہ فضل مقیم۔ پشاور
3۔ صاحبزادہ عمران احمد۔ پشاور
4۔ حافظ عمران احمد۔ ربوہ
5۔ اشفاق احمد۔ ربوہ
6۔ سید احسن علی۔ اسلام آباد
7۔ سید نصیر علی۔ اسلام آباد
8۔ سید منور تنویر۔ اسلام آباد

ٹریک:۔ پشاور، ایبٹ آباد، ناران، بے سل، جھیل لولوسر، بے سل، جھیل دودی پت، بے سل، ہانس گلی، ڈیلا، بٹہ کنڈی، ناران، سیف الملوک ناران، پشاور

کل ٹریننگ:۔ 110 کلومیٹر

بقیہ صفحہ 29 پر

محترم ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی

کار کے حادثہ میں انتقال کر گئے

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ [illegible] جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے مخلص اور سرگرم خادم سلسلہ مکرم [illegible] عبد اللطیف صاحب ستکوہی مالک مقبول پیپر مارٹ گنپت روڈ لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء کو انتقال کر گئے۔ موصوف اپنے بیٹے عزیزم ملک مبشر احمد صاحب کی بارات لے کر لاہور سے راولپنڈی جا رہے تھے کہ جہلم کے قریب اُن کی کار رات آٹھ بجے کے قریب ایک ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں ملک، صاحب محترم انتقال کر گئے۔

آپ ۱۹۲۴ء میں ستکوہا ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ انکی عمر ۶۸ برس تھی۔ اگلے روز انکی میت ربوہ لائی گئی۔ بیت المبارک میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے دُعا کروائی۔ محترم موصوف موصی تھے لیکن فی الحال امانتاً عام قبرستان میں دفن کیا گیا ہے محترم ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی مکرم ملک مشتاق علی صاحب کے فرزند تھے (محترم ملک صاحب ۵ بھائی تھے جن میں سے ۳ احمدی ہوئے) انہوں نے ۱۹۳۵ء میں خواب کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ لاہور میں ایک لمبے عرصہ سے نہایت اہم جماعتی عہدوں پر (۱) صدر حلقہ سنت نگر (۲) زعیم اعلیٰ انصار اللہ ضلع لاہور (۳) سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ لاہور) بڑے اخلاص اور تندہی سے خدمات بجا لاتے رہے۔ کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

آپ نہایت نیک، مخلص، دیندار اور پُرجوش احمدی تھے۔ لاہور میں گنپت روڈ پر پہلے پیپر کارنر کے نام سے کاروبار کرتے رہے بعد میں مقبول پیپر مارٹ کے نام سے کاروبار جاری رکھا۔ ربوہ کے اکثر اشاعتی ادارے ان کی خدمات حاصل کرتے تھے جن کو نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت قلبی سے ادا کرتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ۵ بچے ۱۔ مکرم ملک منور احمد صاحب ۲۔ مکرم ملک مبشر احمد صاحب ۳۔ مکرم ملک مظفر احمد صاحب ۴۔ مکرم ملک مدثر احمد صاحب ۵۔ مکرم ملک مقبول احمد صاحب اور ۴ بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے محترم ملک صاحب کے لیئے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم ملک صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور غمزدہ لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

(ادارہ)

درخواستِ دُعا

۱۔ مکرم چوہدری خالد محمود صاحب کینال پارک گلبرگ III لاہور اپنی بیٹی عزیزہ فرح ناز کے قرآن مجید ختم کرنے پر بچی کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزہ کو قرآن مجید سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ محترمہ بشریٰ صادق صاحبہ کینال پارک گلبرگ III اپنی بیٹی عزیزہ مہوش جبیں کے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کرنے پر بچی کے لیے درخواست دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزہ کو قرآن مجید سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر دو نے اعانتِ خالد کے لیے سو سو روپیہ بھجوایا ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ۔ (ناصر احمد زاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور چھاؤنی)

درخواستِ دُعا

مکرم و محترم شیخ عبد القادر صاحب محقق C.M.H ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ ان کے مثانے اور گردوں میں پتھری ہے۔ محترم شیخ صاحب کو شوگر اور دل کا عارضہ بھی ہے۔

احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے

جنہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ کے پانچویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ کے پاکستان میں اول آنے پر مبارکباد کے پیغام بھجوائے۔

—— دُعا کی درخواست کیساتھ ——

محمد نعیم اللہ، قائد ضلع خانیوال

گلزار احمد شاہد، ناظم اطفال ضلع

تقریب شادی

مکرم منوّر علی صاحب شاہد ابن مکرم احمد علی سراج صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی شادی ہمراہ محترمہ نصرت کوثر صاحبہ بنت مکرم میاں عبدالرشید صاحب زعیم انصار اللہ حلقہ بیت التوحید لاہور مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعرات انجام پائی۔ اس سے قبل مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ مکرم مولوی بشیر الدین صاحب نے دارالذکر لاہور [illegible] پندرہ ہزار روپے حق مہر پر ان کا نکاح پڑھا۔ ۳ر جنوری ۱۹۹۲ء کی شب دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ نکاح

مکرم فضل الرحمٰن صاحب ناصر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ (حال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ) ابن مکرم محمد الطاف خان صاحب محلہ دارالعلوم غربی کا نکاح محترمہ فائزہ حنا صاحبہ بنت مکرم قریشی مظفر احمد صاحب محلہ دارالصدر غربی حلقہ لطیف کے ساتھ مورخہ [illegible] صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مبلغ آٹھ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

جانبین کے لیئے یہ رشتہ بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لیئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔